

مضمون کتاب

چونکہ در میان (اسکیپون) افریقانی اور (لیلیوس) کے ہمیشہ بہت دوستی ہونا ثابت تھا لہذا (گلرون) کا جب ارادہ تحریر کا دوبارہ دوستی ہوا تو اسکو (لیلیوس) کے نام سے لکھنا بہت مناسب معلوم ہوا کہ اسکا ذکر یوں لائے کہ جیسے وہ اپنے دونوں دلائلوں (کیوس فنیوس) اور (موکیوس اسکیولا) کے ساتھ باتیں کر رہا ہے۔ پس اس تقریر میں جبکو (گلرون) نے چند روز بعد (افریقانی) کے مرنے کے واقع ہونا دکھایا ہے (لیلیوس) بتاتا ہے کہ دوستی کیا ہے اور کن سببوں سے دوستوں کی جستجو ہوتی ہے اور کن سببوں سے دوستی پیدا ہوتی ہے پھر کن کے درمیان دوستی ہو سکتی ہے اور کیا قاعدہ دوستی کا ہے اور کیا کام دوستی کے ہیں اور بالآخر کن صورتوں سے دوستی ہمیشہ محفوظ رہ سکتی ہے مگر حقیقت یہ کہ

یہ رسالہ بعد (کاپون) اعظم کے ساتھ رومی میں لکھا گیا۔ نو نو نو نو نو نو نو نو نو نو۔

تیسرے ۳۴ برس

قبل مسیح ۱۲

checked

دیباچہ مترجم
نظام الملک آصفیاء نواب میر محمد علی خان بن خلد اللہ مکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کو سجود اور اوس کے حبیب پر مع اکل کے درود کہ پھر رسالہ جو دوستی و
محبت کے بیان میں ہے حسن اتفاق سے ایسے زمانے میں طبع ہوا ہے جبکہ دریا
محبت جوش میں آیا ہوا ہے سارے حیدرآباد میں دھوم مچی ہوئی ہے دن عید
اور رات شب بے لعل یعنی ہمارے حضور پر نور جو محبت و وطن محبم
ہیں اونچی تنقیدیں سالگرہ کا جشن مبارک ہے۔

یہ محبوب محبوب عالم کا ہوئے
نہ کہ کشتان نار و اوسکی گرہ کا

یہ سب دیکھ کر ترجمہ کا بھی دل لہرایا اور اس رسالہ کا لقب محبوبیہ رکھا
سارا رنگ و ہنگ اس رسالہ کا بلکہ خود مصنف بھی وہی ہے جو اس
رسالہ پیری کا تھا جو قبل ازیں پیش کش ناظرین ہو چکا اور ترجمہ بھی اوسہی
الزام کے ساتھ ہوا ہے پس اگر وہ دنیا میں پہلی کتاب سچی جو لاطینی سے
اردو میں ترجمہ ہوئی تو یہ دوسری ہے۔

محمد حیدر ضوی لکھنؤی



خدمت (طیغوس) لیلیوس

اور قنطوس ناکیس اسکیو ولا شکونیا اپنے سرے (کیوس لیلیوس) کی بہت باتیں از براور بہت خوشی سے بیان کیا کرتا تھا اور تردد نہ کرتا تھا سمین کہ تمام اپنے کلام میں اوسکو دانشمند کہے اور مجھے تو عنفوان شباب سے میرے باپ نے (اسکیو ولا) سے ایسا ملایا کہ مجھ کو جیانتک ممکن ہو اور اجازت سے اس بدبخت سے پہلو سے ذرہ جدا نہ ہوں۔ چنانچہ میں اسکی بہت سی حکیمانہ تقریریں اور بہت سے چھوٹے چھوٹے عمدہ مقولے دبیاں پر چڑھاتا تھا اور کوشش کرتا تھا کہ اسکی دانشمندی کے فیض سے میرے فہم کی زیادتی ہوگی۔ جب یہ مر گیا تو میں (اسکیو ولا) موبذ موبذ ان محی خدمت میں حاضر ہوا اور اس ایک شخص کو میں انشوری

و عدالت میں اپنے ملک کا کیا ہے زمانہ و سرآمد روزگار کہہ سکتا ہوں خیر اسکا
 ذکر کہی اور ہو گا اب میں اوسنی (اسکیو ولا) شگوینیہ کی طرف رجوع کرتا ہوں
 ۲۔ جہان چمکو اکثر باتیں یاد ہیں دیان یہ بھی یاد ہے کہ جب وہ اپنے گھر
 میں گول چو کی برجب عادت اپنے پیٹھا تھا اور میں بھی مع چند اور اقربا کے
 موجود تھا تو اس کا سوق کلام اس کو اوس ذکر کی طرف لے گیا جو اسوقت
 گویا ہر شخص کی زبان زد تھا چمکو بھی اے (اطیکوس) خوب یاد ہو گا
 علی الخصوص اس واسطے کہ تو (سولپیکیسوس) کے پاس بیت رہتا تھا کہ جب
 اوسنے در حالت سرگردگی عوام (پومپیسوس) حاکم وقت سے جانی دشمنی
 کے ساتھ کنارہ کشی کی حالانکہ یہ اوسکے ساتھ نہایت محبت اور فلسفہ
 سے رہ چکا تھا تو لوگ اوسکی تعریف کس قدر کرتے تھے اور کس قدر
 شکایت کرتے تھے۔

۳۔ پس جب (اسکیو ولا) یہ ذکر کر چکا تو اوسنے مجھے (لیلیوس)
 کی تقریر دربارہ دوستی بیان کی جو اوسنے اوسکے اور اپنے
 دوسرے داماد کے سامنے چند روز بعد (افریقانی) کے
 مرنیکے کی۔ مضافاً میں اس تقریر کے میں نے یاد رکھے اور

اس رسالہ میں اپنی تجویز سے اونکو بیان کیا اس طرح کہ جیسے کہ وہ خود
 باتیں کرتے ہوں نہ کہ قلت۔ اور قال۔ اکثر جگہ لانا پڑے اور
 اس طرح پر کہ معلوم ہو کہ یہ تقریر ایک دوسرے کے حضور میں ہوتی ہے
 اکثر کہتا تھا کہ میں کچھ دربارہ دوستی لکھوں تو یہ مضمون مجھ کو
 قابل لوگوں کے جاننے کے ویسا ہی مناسب سمجھتا ہوں۔
 کے معلوم ہوا۔ پس بخوشی میں اس امر کو انجام دیا اس واسطے کہ تیرے
 کہنے کے سبب سے اکثر لوگوں کو مجھے فائدہ پہونچے گا۔ گویا کہ اپنے
 رسالہ (کاپٹون) میں جو دربارہ پیری تیرے نام پر لکھا گیا ہے
 (کاپٹون) بڑے کو باتیں کرتے ہوئے دکھایا چونکہ کوئی شخص
 اس سے بہتر مجھ کو نہیں معلوم ہوتا تھا جسکی زبان سے بیان اس کا
 کیا جاوے وہ بہت دنوں بوڑھا رہا اور بڑھاپے میں اور وہ
 زیادہ شوکت حاصل کی ویسا ہی چونکہ ہم نے آبا و اجداد سے (لیلیوس)
 اور (اسکیون) میں نہایت دوستی ہوئی تھی خبر پائی ہے لہذا
 (لیلیوس) مجھ کو بہت مناسب معلوم ہوا کہ خود اسکی زبان سے
 وہ بحث دوستی کی بیان کیا وے جو اس سے (اسکیولا) نے

یاد رکھی تھی مگر اس قسم کا کلام جو بُرائے لوگوں اور اذن عین بھی لائق
کی طرف اسناد کیا جاوے نہ معلوم کس وجہ سے وہ زیادہ با توقیر
معلوم ہونے لگتا ہے۔

۵۔ پس بیان کر میں اپنی اس تقریر کے میں اس طرح تصنع کرتا ہوں کہ (کاٹون)
کا کہنا نہ کہ قول اپنا میں تصور کرنا ہوں۔ اور جیسا کہ وہاں پڑھا ہیں کہ
بڑے کو بڑے پاپے کا حال ویسا ہی بیان اس کتاب میں دوست بن کر
دوست کو دوستی کا حال میں لکھا۔ جب (کاٹون) نے کہا تھا کہ کوئی
شخص اس زمانہ میں نہ اس سے زیادہ بُڑھا اور نہ اس سے
زیادہ ہوشیار تھا اور اب (لیلیوس) دانشمند کہ بیشک یون ہی سمجھا
جاتا ہے اور شان دوستی میں خالق ہے۔ دربارہ دوستی کہتا ہے۔
میں چاہتا ہوں کہ تو تھوڑی دیر مجھے قطع نظر کر اور خود (لیلیوس)
کو بولتے ہوئے سمجھ

(فینیوس) اور (اسکیولا) بعد موت (افریقانی) کے سُترے
پاس آتے ہیں اور گفتگو شروع کرتے ہیں (لیلیوس) جواب دیتا ہے
اور اسکی ساری بحث دربارہ دوستی ہے جسکو تو پڑھ کے خود اپنے

چجانے لگا۔

۴۔ (فینو س)۔ یہی بات ہے (ایلیوس) بلیک نہ ہتر

کوئی مرد (افریجانی) سے تھا اور نہ معروف تر۔ لیکن تجھ کو

تجھنا چاہئے کہ اب سب کی نظریں تیرے ار پر پڑتی ہیں اور تجھی کو

سب دانشمند کہتے اور سمجھتے ہیں۔

یہ لقب قبل ازین رکھاطون کو ملا تھا اور ہم جانتے ہیں کہ (ایلیوس)

یہی ہمارے آبا و اجداد کے نزدیک مخاطب بہ دانشمندی

ہوا تھا۔

مگر ہر ایک نے اسے دو تو نہیں سے اور طح پر یہ لقب پایا (ایلیوس)

نے اس سبب کہ معاملات کا بڑا فقیہ سمجھا جاتا تھا اور (کاطون)

نے اس سبب کہ اس کو تجربہ بہت چیزوں کا حاصل تھا اور مجمع عام

میں اور مجمع خاص میں بہت سے عاقلانہ اقوال اس کے اور مدبرانہ

افعال اور تیز جواب مشہور تھے۔ علاوہ برین یہ دانشمند

بطور اسم کے بوڑھا پے میں کہا جاتا تھا مگر تیرا دانشمند ہونا

کچھ اور ہی طرح سے نہ صرف تیری طبیعت اور اخلاق سے بلکہ تیری عقل

اور علوم کے سبب سے نہ صرف عوام بلکہ پڑھے لکھے بھی ایسا کہا کرتے تھے جیسا کہ یونان میں کوئی نہ تھا۔

۷۔ اس واسطے کہ جو سات دانشمند کہلائے اُنکے بارے میں جو لوگ زیادہ تحقیقات کرتے ہیں وہ اُنکو شمار میں دانشمندان کے نہیں لیتے ہیں (اٹینا) میں ایک کو ہمیں پایا ہے اور یہ بھی وہ جو توقع (اپولین) سے دانشمند ترین تجویز ہوا۔ لوگ تیری ایسی دانشمندی سمجھتے ہیں کہ تیرے کمالات سب تیرے ساتھ ہیں اور تو حوادث زمانہ کو نیکی سے کمتر سمجھتا ہے۔ پس مجھے پوچھتے ہیں اور میں یقین کرتا ہوں کہ اس (اسکیولا) سے ہی کہ (افریقانی) کے مرنے سے تیرے دل پر کیا گذرتی ہے اور زیادہ تر اس سبب سے پوچھتے ہیں کہ ان گزشتہ تاریخوں میں جبکہ ہم (بروطوس) شگونہ کے باغین حب عادت مذاکرہ کے لئے گئے تھے تو تو حاضر نہ تھا حالانکہ تو اس تانیچ کام پر ضرور آیا کرتا تھا۔

۸۔ (اسکیولا) البتہ اڈیلیوس) بہت لوگ پوچھتے ہیں جیسا کہ (قتیوس) نے کہا مگر میں وہ جواب جو میرے دل میں آتا ہے

دیتا ہوں کہ وہ غم جمیں تو مرنے سے ایسے بڑی شخص اور ایسے بڑے دوست کے مبتلا ہوا اس کو تو اعتدال کے ساتھ برداشت کرتا ہے اور یہ ممکن نہیں کہ بچکونچ نہوا ہوا ورنہ یہ مقتضی تیرے انسا بیت کا ہے۔ اور وہ جو تو ہمارے مذاکرہ میں شریک نہیں ہوا تو وجہ اسکی بے لطفی مزاج ہی نہ کہ اندوہنا کی۔

(ایلس) البتہ ٹھیک کہا تو نے اے (اسکیو دلا) اور سچ کہا اس واسطے کہ اس خدمت سے جسکو میں ہمیشہ بچا لاتا تھا جب کہ میں صحیح ہوتا تھا میں نے اپنے تئیں بجا پانے حد تک بچا نا مناسب نہیں جانا اور نہ یہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی مستقل مزاج شخص کو ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کسی حادثہ کے سبب سروسہ اپنے کسی فرض کو ترک کرے۔

۹۔ اور تو آکر (فینیوس) جو کہتا ہے کہ لوگ اتنی قدر و منزلت میری کرتے ہیں جسکو نہ میں قبول کرتا ہوں اور نہ طلب کرتا ہوں تو یہ فعل تیرا ازراہ محبت ہے۔ مگر مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو (کاطون) کے بارہ میں ٹھیک انصاف نہیں کرتا ہے۔ اس واسطے کہ یا تو کوئی شخص نہیں جیسا کہ میں زیادہ تر سمجھتا ہوں یا اگر کوئی تھا تو وہی دانشمند تھا اگر اور باتیں اسکی میں چھوڑے ہی دونوں ہی

دیکھا اوسنے اپنی بیٹے کے مرنے پر کیسا تجمل کیا (بولوس) مجھ کو
 یاد ہے اؤ (کوس) کو مینے دیکھا تھا مگر اوہ ہون لڑکوں پر صبر کیا اور کاٹلی
 نے پورے جوان اور ہونہار پر۔

وکیہ خبردار (کاطون) پر کس طرح اس کو بھی مقدم نہ
 کر کہنا جس کو (اولین) نے جیسا کہ تو کہتا ہے دانشمندین
 ترین تجویز کیا ہے کیونکہ اس کے افعال اور اس کے اقوال
 کی مدح ہوتی ہے لیکن اپنے بارہ مین پس مین اب تم دونوں
 سے کہتا ہوں کہ یہ سمجھو۔

۱۱۔ مین اگر (اسکیون) کے فقدان سے اپنے رنجیدہ ہوں تو
 کتا تو کس قدر یہ صحیح طور سے ہوتا دانشمند لوگ جانتے مگر بیشک دروغ
 ہوتا مجھ کو ایسے دوست کو بھڑانے کا سچ جیسا کہ مین سمجھتا ہوں کہ کوئی کبھی ہزار
 ہو گا چونکہ مین ثابت کر سکتا ہوں کہ کوئی نہیں ایسا ہوا مگر مجھ کو دوا
 کا نہیں مین اپنے تئیں خود دستی دیتا ہوں اور زیادہ تر
 باعث شکین کا یہ ہے کہ مین اس قلعی سے بری ہوں
 جس مین کہ اکثر لوگ مبتلا ہو کے مرنے سے دستبردار ہوتے

بجز وہ ہو کر تہی مہین۔ اس واسطے کہ میں جانتا ہوں کہ مرے سے (اسکیون) کے کسی طرح بُرائی اور کسی بنین ہونی۔ بُرائی اگر ہوئی تو میری مگر اپنی بے چینی پر بہت ملال کرنا کام دوست کے چاہنے والے کا بنین ہے ملک خود نفس کا جو خود اپنے نفس کو عزیز رکھے۔ آیا کوئی شخص اسکا کر سکتا ہے کہ اسکا شہرہ بنین ہوا۔ اور سوائے اسکے کہ وہ بقائے جاودانی کی خواہش رکھتا ہو حالانکہ وہ اسکا ذرہ بھی خیال بنین رکھتا تھا اور کوئی چیز میرے لئے قابل حاصل کر نیکی تھی جو اسے بنین حاصل کی۔

کہ اس نے کل آرزوئیں جمہوطنوں کی جو اس کے بچپن سے رکھتے تھے برابر جوانی میں عجب خوبی سے پوری کیں اور حکومت کسی بنین طلب کی مگر دو مرتبہ حاکم ہوا پہلے مرتبہ قبل اس عمر کے جو حاکم ہونیکے لئے مقرر تھے اور دوبارہ بلحاظ اپنے سن کے تو بوقت اور بہ لحاظ دولت جمہوریہ کے بہ دیر حاکم مقرر ہوا اور اس نے دو شہروں کو نہایت سخت دشمنوں کے اپنی ایام حکومت میں نہایت کر کے نہ صرف موجودہ جنگ و جدال کو بلکہ آئندہ کو بھی محو کر دیا گیا بیان کروں میں اس کی خوش خلقی کا۔ مائکلی اطاعت کا۔ میں برحق کا۔ اپنے لوگوں پر رعایت کا اور سب کے ساتھ عدالت کا۔

یہ بائین نگو خود معلوم ہیں۔ ہر وطن کو یکساں وہ عزیز تھا اور نکلے اوس کے لئے عزا داری کرنے سے ثابت ہوتا ہے۔ پس چند سال کی زیادتی اوسکی زندگی میں اوسکو کیا مفید ہو سکتی۔ بڑھا پا اگر گران بھی نہ ہو جیسا کہ محکو یاد ہے (کاطون) اپنے دیکھے ایک برس پیشتر میرے اور (اسکینون) کے سامنے بیان کرتا تھا تاہم اوس سے وہ تاڑگی جاتی رہتی ہے جواب آخر تک (اسکینون) میں تھی۔

۱۲۔ بائین وجہ اوس کی زندگی ایسے جاہ و جلال و اقبال سے کٹی کہ ممکن نہیں تھا کہ اوس میں کوئی چیز اضافہ کر سکتی۔ مگر موت اوسکی ایسی دفعہ ہوئی کہ کچھ معلوم نہ ہوا اور اس قسم کی موت کے بارہ میں کوئی بات کہنا مشکل ہے۔

لوگوں کو جو شبہ ہو وہ تم جانتے ہو۔ اتنا البتہ سچ کہ کہا جاسکتا ہے کہ اوس دن میں سے جو (اسکینون) نے یہ کمال شادمانی و اقبال ہندی بسر کئے وہ دن نہایت اوس کے جاہ و جلال کا تھا جبکہ بعد فراغت کے دربارِ جاہ شام کو مارے شیخ ابرامت (رومان) اور اوس کے سرکار اور (ناطینی) لوگوں کو دیکھ کر بہت سا تہ کیا یا ایک دن قبل اوس کے انتقال کے

پس بعد فائز نہونے کے اسیتے رتبہ پر جانا اوسر کا اعلیٰ عہدے
میں زیادہ فریب القیاس معلوم ہوتا ہے نہ کہ اسفل فلین
میں۔

۱۳۔ اس واسطے کہ ہرگز بینا دن لوگوں کی رائے کی موافقت
نہیں کرتا ہوں جنہوں نے اب یہ بحث نکالی ہے کہ ارمیج ہی ابدان کے ساتھ
فقا ہو جاتی ہیں اور کل چیزیں موت سے محو ہو جاتی ہیں۔ میرے
تزدیک اگلے لوگوں کی سمجھ زیادہ تر معتبر ماننا چاہئے خواہ
وہ ہمارے آباد اجداد ہوں جنہوں نے اپنے مردوں کے لئے
کیسے کیسے دینی حقوق مقرر کئے اور بنیک وہ ایسا نہ کرتے
اگر جانتے کہ ابوئے انکو کوئی تعلق نہیں ہے اور خواہ وہ ہوں
جو اس سرزمین پر رہتے اور انہوں نے (یونان المعظم) کے
لوگوں کو کہ اب رہتا ہوا ہے مگر تب پہلا پہلا تھا اپنے قواعد و احکام
تعلیم کئے تھے اور خواہ وہ ہو جو حسب فرمودہ (اپولین) نہایت
دانشمند تھی نیز ہوا تھا اور جو نہ کہی یہ اور کہی وہ حسب
اور امور میں بلکہ ہمیشہ ایک طور پر کہتا تھا کہ رومی

انسانی ملکوتی ہینا و جب وہ بدن سے خارج ہوتی ہین تو اون کا مرجع آسمانی
طرف ہوتا ہیر اور جو نہایت نیکو کار اور راست باز ہوتے ہین اون کی
جمع نہایت جلد ہوتی ہے۔

۱۴۔ اور یہی (اسکیون) کو یہی معلوم ہوتا تھا جس نے اپنے قریب موت کی
پیشین گوئی کر کے جبکہ (ہیلوس) اور (ماتیلیوس) حاضر تھے اور یہی بہت
سے لوگ اور تو یہی (اسکیوولا) میرے ساتھ آیا تھا تین دن برابر
دربارہ دولت جمہوری تفریر کی اور خانہ اس کا عدم فساد ارجح
اور یہ تقریر وہ کہتا تھا کہ اوسنے خلوت میں یہ مشاہدہ (افریقانی)
سرسخت ہے۔ یہ بات اگر یوں ہی ہے کہ ہر ایک اچھے شخص کی
روح مرتے وقت بہت آسانی سے پرواز کرتی ہے جسکی جبر قید بند
ہن سے تو (اسکیون) سے زیادہ کس کو ہم سمجھ سکتے ہیں جبکہ
سہولت سے راہ عالم ملکوت کی ملی ہوگی۔ پس اوسکے اس
انتقال پر رنج کرنا بجا کوڑ رہے کہ خاصہ اوسکے حاسہ کا ہو نہ کہ اوسکے
خودست کا۔ مگر وہ بات اگر ٹھیک ہو یعنی ارجح و اجسام ایک ساتھ
خا ہوتے ہون تو کچھ شعور یہی نہ باقی رہتا ہوگا پس موت سر جس طرح

کوئی بہتری نہ ہوگی اور سہی طرح کچھ بُرائی بھی نہ ہوگی۔ جب شعور نہ رہا تو یہی ہوا کہ جیسے وہ بالکل پیدا ہی نہ ہوا ہو۔

مگر اوسکے پیدا ہونے سے ہم خوش ہیں اور یہ ملت جب تک سرگرمی خوش ہو کر گئی۔ بدین وجہ اوسکے لئے بیشک ہر طرح سے بہتری ہوئی اور میرے لئے تکلیف حالانکہ میرے لئے بہتری نہ ہوتا کہ میں اوسکے قبل عالم ہستی میں آیا ہوتا تاکہ قبل اوسکے پیدا ہونے سے جاتا۔ با این ہمہ اپنی یا بھی دوستی کی یاد اور یسے میں ایسا محفوظ ہوتا ہوں کہ اپنی زندگی کو سعادت سمجھ کر رہی ہوئی دیکھتا ہوں چونکہ (اسکپیون) کے سامنے بسر ہوئی کہ دولت جمہوری اور امور ذاتی کی فکر مشترک اوسکے ساتھ محکوم رہتی تھی۔ اور صرف و حضر بین محبت اوسکی ہوتی تھی۔ اور میرے اور اوسکے وہ بات تھی جس سے سارا زور دوسری کام ہوتا ہے کہ رغبتوں اور کوششوں اور راؤن میں میرے اور اوسکے نہایت اتفاق تھا۔ پس محکوم نہیں ایسا شہرہ اپنی دانائی کا جسکو ابھی (فینوس) نے بیان کیا اور جو غالباً اصل ہر شائد کرتا جیسا خیال اسکا کہ تذکرہ ہماری دینی کا ہمیشہ رہے گا۔ اور یہ امر زیادہ تر پسند خاطر محکوم اس سبب سے ہوا ہے کہ عام اگلے قرون میں سے اب یہ مشکل تین یا چار

دوستوں کی جو ٹیوٹا نام لیا جاتا ہے اور میں امید کرتا معلوم
ہوتا ہوں کہ اس ہی قسم کی دوستی کے ثمول میں (اسکیوں)
اور (لیلیوس) کی دوستی کا بھی ذکر آئندہ نسل میں رہے گا

۱۶ (فینیوس) البتہ اسے (لیلیوس) یہ بات تیری ضروریوں ہی ہے

لیکن چونکہ تو نے دوستی کا چرچہ کیا اور ہم فرصت سے ہی ہیں تو

تیرا بڑا احسان ہو گا اور میں امید کرتا ہوں کہ (اسکیوولا)

پر بھی اگر جس طرح کہ تجھ کو عادت اور چیزوں کی بیان کی ہے جب تجھے

استفسار کریں ایسی طرح تو دوستی کا بھی حال بیان کرے کہ تو اس کو

کیا سمجھتا ہے اور کیا پاتا ہے اور کیا قاعدے اس کے پاتا ہے۔

(اسکیوولا) - البتہ میرے اوپر بھی بڑا احسان ہو گا بلکہ میرے

خود بھی کہا جاتا تھا کہ (فینیوس) نے سبقت کی بدین وجہ ہم دونوں

پر بڑا احسان تیرا ہو گا۔

(لیلیوس) - مجھ کو ہرگز تامل نہ ہوتا جو اعتماد اپنے اوپر محض ہوتا

کیونکہ یہ موضوع بہت عمدہ ہو اور ہم بہت فرصت سے ہی ہیں جیسا کہ

(فینیوس) نے کہا مگر میں کیا کہوں اور مجھے کیا لپاقت ہے یہ معمول تو حکیم کا اور

وہ بھی یونانچو کا ہے کہ دفعۃً اون کے سامنے امور بحث کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ یہ بڑا کام ہے اور تہوڑی مشق اسکے لئے دیکار نہیں ہے۔ بدین وجہ جو اپنے تئیں ایسا ظاہر کرتے ہیں اون سے تم کو مناسب ہر میرے نزدیک کہ سوال کرو کہ کیا مجھ میں اس کا ہوسکتی ہیں۔ میں تم کو فقط اتنی نصیحت کر سکتا ہوں کہ ہر ایک امر بشری پر دوستی کو تم مقدم رکھو اس واسطے کہ کوئی چیز نہیں ہے جو ایسی موافق فطرت ہو یا یہ کہ ایسی مفید دونوں حالت ادب اور اقبال میں ہو۔

۱۸۔ مگر میں پہلے اس بات کو پاتا ہوں کہ دوستی کا ہونا ممکن گناہوں میں لیکن میں جتنا نہیں کاٹتا مثل اون لوگوں کے جو اس بارہ میں بہت دقیق بحثیں کرتے ہیں جو شاید صحیح ہی ہوں مگر مفید عام بہت کم ہوتی ہیں اس واسطے کہ کسی کے حقیقہ نیک ہونے کا وہ انکار کرتے ہیں مگر یہ کہ وہ دانشمند ہی ہو۔ سچ یون ہی صحیح مگر اس دانشمندی کی ایسی تعریف وہ کرتے ہیں کہ جیسی اب تک کسی بشر نے نہیں حاصل کی ہے اور یہ کہ وہ نہیں خیرون پر نظر رکھنا چاہئے جو معمولی طور سے عالم ہیں

(۲) یہ سب سے بڑا جتنا میں نہیں کاٹتا یہ بہت توفیق نہیں تھا ۱۲ مترجم

پائی جاتی ہیں نہ کہ وہ جو تصور اور متنا کی جاتی ہیں۔
 کبھی نہیں مین کہوں گا کہ (فابریکیوس) اور (کور یوس)
 اور (طیبریوس) جن کا کہ دانشمند ہونا پھرے آبا داجداد نے تجویز
 کیا ہے یہ اون لوگوں کے انداز کے موافق ہی دانشمند تھے۔
 لہذا ادباً۔ کہیں اپنے پاس دانشمندی کا نام جو پُرکینہ اور مبہم ہے
 اور مان لین کہ یہ اشخاص مردان نیک ہوئے ہوتے مگر وہ یہ بھی
 نہ کریں گے اور انکار کریں گے نیک ہوئے کا مگر اسکے جو دانشمند
 ہیں یہ کہتے ہیں ع۔ گندم اگر ہم زبرد جو غنمت است پادشہ
 بکمو عمل کرنا چاہئے۔ اور جو اشخاص اپنا برتاؤ ایسا رکھتے ہوں
 اور اس طرح اپنی زندگی بسر کرتے ہوں کہ انکی ایمانداری و پرہیز
 گاری و عدالت و سخاوت کے سب قائل ہوں اور انہیں کسی طرح کی
 حرص و ہوا نہ فتی و فخر شبے باکی و بے حیائی ہو بلکہ کمال انضباط
 و استقلال ہو جیسے وہ تھے جن کا ابھی میں نے نام لیا تو ان مردان
 نیک کو جیسا کہ ماننے گئے ہیں وہ یا ہی سزاوار ہیں اس لقب کے
 ہیں سمجھنا چاہئے کہ جہانگیر بشر کے امکان میں ہے

پیر دی فطرت کی کرتے ہیں جو نیک طریقتہ زندگی کی نہایت اپنی ادنیٰ
 ہے۔ اس واسطے کہ چمکود کھائی دیتے معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس طرح
 پیدا ہوئے ہیں کہ جسم میں آپس میں کچھ انس ہے اور زیادہ اوتسا
 جتنا کوئی قریب ہو جائے اس انس میں مہوٹن پر دلیوں پر
 غالب ہیں اور اقربا بیگانہ پر اس واسطے کہ انکے ساتھ محبت خود
 فطرت سے پیدا کر دی ہے۔

مگر اس میں خوب استحکام نہیں ہوتا اس واسطے کہ محبت کو قرابت پر
 یہ فوقیت ہے کہ قرابت سے مہربانی کا سلب ہو سکتا ہے اور دوستی
 سے نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ جو مہربانی مسلوب ہوئے تو نام دوستی کا
 سلب ہو جاتا ہے اور قرابت کا باقی رہتا ہے۔ پس گفتا زور
 محبت کا ہوتا ہے اس بات سے خوب دریافت ہو سکتا ہے کہ وہ جتنا ہی
 انس نفع انسان کا جو خود فطرت میں پیدا ہوا ایسا تھا اور ایسی
 تنگ جگہ میں آگیا کہ ساری الفت و دیا چند آدمیوں میں منحصر ہو گئی۔
 گود دوستی کوئی اور چیز نہیں ہے سوائے اسکے کہ سب امور بشری
 و ملکی میں کمال اتفاق رکھے مع نیک اندیشی اور الفت کے ہوئے۔

اور البتہ ایسے دوستی سے بہتر میں نہیں جانتا کہ کوئی چیز معلوم کہ
 باستاندانشمند می کے کھوپڑیاؤں نے انسان کو دی ہو۔
 بعض بزرگ دولت کو ترجیح دے ہیں بعض صحت نفس کو بعض اقتدار کو اور
 بعض عزت کو اور بعض تعیش کو یہ اخیر تو خاصہ بہائم کا ہی مردہ قبل کی
 جیسندہیں نیز مستقل وغیر مقرر چھاری فکر تدبیر سے چندان حاصل
 نہیں ہوتی ہیں جتنا کہ محبت و اتفاق سے۔ مگر وہ لوگ بہت عمدہ
 بات کرتے ہیں جو نیکی کو سعادت کہہ لے سمجھتے ہیں۔
 لیکن اس بنی نیکی سے دوستی پیدا ہوتی ہے اور ثابت بھی
 رہتی ہے کہ بے نیکی کے دوستی کسی صورتے ہو ہی نہیں سکتی۔
 ۲۱۔ اب نیکی کی تفسیر جاری طرز گفتار و کردار سے لگتی ہوئی
 بیان کرنا چاہئے نہ کہ ہم تحدید اس کے شان دار الفاظ سے مثل بعض
 علماء کے کریں اور مردان نیک او کو ہمیں شمار کرنا چاہئے جن کو
 لوگ نیک مانتے تھے یعنی (پولوسوں) کو اور (کاتون) کو اور (گلوسوں)
 کو اور (اسکیونیون) کو اور (پہیلوسون) کو اس
 عالم میں ان لوگوں کا پایا جاتا غنیمت ہے اور

ستہ یہ منہ کی جمعین میں یعنی ان ان ناموں کے سب لوگ ۱۲ مرتبہ

دلیس آدھیوں سے قطع نظر کرنا چاہئے جتنا بالکل کہیں وجوہ ہم ہیں
 ۲۲ پس ان ایسے لوگوں میں دوستی ہونیکے اتنے مناسبات یا سہ
 جا۔ تے میں کہ میں اودن کا حصر مشکل سے کر سکتا ہوں۔ اولاً تمکے
 لئے وہ زندگی کافی قابل جینے کے بقول (اینوس) ہو سکتی ہے۔
 جہنم میں دوست کی نیک اندیشی پر اطمینان نہ ہو۔
 اس سے عمدہ کون بات ہے کہ تو ایسا شخص رکھتا ہو
 جسکے ساتھ تو ایسی بے تکلفی سرب باتیں کر سکتا ہو جیسے خود اپنے ساتھ۔
 کون ایسا پڑا ثمرہ اقبال مندی کا ہے سوائے اسکے کہ ایسی دہشت
 کا ماننا جو تیری دوات سے مثل تیرے خوش ہو۔ مگر ادبار کا
 تو بے اوس شخص کے جو تیرے مصائب کو تجھ سے زیادہ گراں
 سمجھے سخت مشکل ہے۔ نانیا اور چیرین جو طلب کی جاتی ہیں ان میں
 سے ہر ایک اکثر ایک ہی امر کے لئے مناسب ہوتی ہے۔
 مال تاکہ تو اپنے مصرف میں لائے۔
 ثروت تاکہ لوگ تیرے مطیع ہوں۔
 عزت تاکہ لوگ تیرے تعظیم و توقیر کریں۔

عیش و عشرت تاکہ تو محفوظ ہوئے۔

صحت تاکہ الم سے تو محفوظ رہو اور افعال جمافی بجالا دے۔

مگر دوستی فوائد کثیرہ پر شامل ہے۔

جد ہر جد ہر تو اپنا رخ کرتا ہے وہ حاضر ہوتی ہے۔

کسی مقام سے خارج نہیں ہوتی۔ کبھی بیوقت نہیں ہوتی

کبھی موزمی نہیں ہوتی۔

پس آگ پانی جسا کہ کہتے ہیں اوتنی جگہ ہمارے کام نہیں آتا

جتنی جگہ کہ دوستی۔ میں تو بیان عامیانہ اور رسمی دوستی کا ذکر

نہیں کرتا اگرچہ اس سے بھی خوشی حاصل ہوتی ہے اور فائدہ

پر ہوتا ہے بلکہ اوس سچی اور پکی دوستی کا بیان کرتا ہوں جیسے

کہ اُن چند شخصوں میں تھی جن کا نام لیا جاتا ہے۔

اس واسطے کہ دوستی اقبالِ مستدی کے تجل و اعتشام کو زائد رونق

بخشتی ہے اور صیت اور نکت میں شریک ہو کے اوس خفیت کرتی ہے۔

۲۲۔ جان دوستی فوائد عظیمہ و متکاثرہ پر مشتمل ہر دکان اوس کا

ایک چرخی فائدہ ہے جو کیا عجیب اور ب فوائد پر فوق رکھتا ہو کہ

کہ با بعد کی امید کو روشن کر دیتی ہے اور دلون کو ضعیف ہونے اور
گرنے نہیں دیتی ۔

اس واسطے کہ دوست اپنے سچے دوست کو اس نظر سے دیکھے گا
جس نظر سے کوئی اپنے نظیر کو دیکھتا ہے ۔

لہذا دوستی سے غائب حاضر ہو جاتے ہیں اور محتاج غنی ہو جاتے
اور ضعیف قوی ہو جاتے ہیں اور مشکل کھینے میں یہ ہے کہ مرد
زندہ ہو جاتے ہیں کہ اتنا انکسار پاس اپنے دوستوں کی عزت کا
اور یادگاری کا اور خیال اود کے فقدان کا بعد اوند کے رہتا ہو
پس انکی موت سعید معلوم ہوتی ہے اور انکی زندگی قابل تعریف
اور اگر تو فطرت اشیا سرشیک اندیشی کے میل کو خارج کرے
تو نہ کوئی خان دادہ قائم اور نہ کوئی شہر ثابت رہ
سکے گا بلکہ کشمکاری تک نہ باقی رہے گی ۔

اگر یہ خوب سمجھ میں نہ آوے کہ کس قدر زور دوستی اور
اتفاق کا ہوتا ہے تو اختلاف اور تنازع سے سمجھا جاسکتا ہے
کہ کون خان دادہ ایسا مستحکم اور کون سلطنت ایسی مضبوط ہے

جو تلافی سے اور جدائی سے درہم و برہم نہ ہو سکتی ہو پس ایسی ہے
کس قدر کی خوبی محبت کی سب سے دریافت ہو سکتا ہے۔

۲۴۔ کسی عالم (اگر لکھنوی) کو کہتے ہیں کہ اوسنے بطور الہام کے
یونانی میں نظم کیا تھا کہ جو جو چیزیں فطرت میں ہیں اور جو جو عام عالم میں
ساکن خواہ متحرک ہیں یہ سب محبت سے مجتمع ہوتے ہیں اور نزاع سے
منتشر ہوتی ہیں۔

اور یہ بات ایسی ہے جس کو تمام بشر جانتے ہیں اور واقعی پائے میرے
کیونکہ اگر کبھی کوئی کام دوست کا ہوا کہ خود مصیبت اٹھانا یا اوس سے
شریک ہونا پڑا تو کون ہے جو اس امر کا کمال تعریف و توصیف سے
ذکر نہ کرے گا۔

کئی دن ہوئے کہ سارے نالچ گھر میں میرے دوست اور میزبان (پاکو دیو) کے
کے نئے قصے پر کیا شور مچا تھا جبکہ بادشاہ کے سامنے جو نہ جانتا تھا کہ کون
انہیں سے (ادریس) تھا (پلیاوس) کہتا تھا کہ میں (ادریس)
ہوں تاکہ بچائے اوسکے قتل کیا جاوے اور خود (ادریس)
اصرار کرتا تھا کہ میں ہوں۔

اس بناوت کی بات تو لوگ کھڑے ہو ہو کے تعریفیں کرتے تھے پس کیا ہم سمجھتے ہیں وہ اصلی بات پر کرتے۔

فطرت اپنا زور خوب دکھاتی تھی جبکہ لوگ غیر سے اس بات کا ہوا صحیح طور پر پسند کرتے تھے جو خود نہ کر سکتے تھے۔

پس یہاں تک ایچہ معلوم ہوتا ہے کہ جو دربارہ دوستی کے میری رائے ہے میں بیان کر سکا۔ علاوہ اسکے جو باتیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہیں اگر تم کو مناسب معلوم ہو تو ادنیٰ سے پوچھو جو اس طرح کے مباحثے کیا کرتے ہیں۔

۲۵۔ (فینوس) ہم تو اور کسی سے نہیں بلکہ تجھی سے پوچھیں گے

اگرچہ میں نے اون لوگوں سے ہی اکثر سوال کئے ہیں اور جواب بھی بخوشی سنئے ہیں لیکن سلسلہ تیری تقریر کا کچھ اور ہی ہے۔

(اسکیوولا) تب تو اے (فینوس) خوب اس بات کو کہہ سکتا

اگر تو (اسکیون) کے باغین حاضر ہوتا جبکہ دربارہ دولت چاہو

گفتگو ہوتی تھی کیا مقابلہ میں تقریر تسلیم شدہ (پیلوس)

کے یہ انصاف کا حامی ہوا تھا۔

(فینوس)۔ البتہ یہ بات آسان تھی مضاف شخص کو انصاف کی سزا کرنا۔
 (اسکیٹولا)۔ کیا دوستی کا بیان اور سکو سہل نہیں ہے جس نے
 سب بڑی شان و شوکت اس وجہ سے حاصل کی ہو کہ دوستوں کی
 بڑی ایماندار، استقلال و انصاف سے نیا ہوا

۲۶۔ (لیلیوس)۔ یہ تو زور ڈالنا ہے۔ نہیں تو اور اس
 سوال کا کیا مطلب ہے جس سے تم مجبور کرنا چاہتے ہو۔ مجبور تو
 بیشک تم مجھے کرتے ہو۔ اس واسطے کہ دامادوں کی خواہش کا
 نہ پورا کرنا علی الخصوص اچھی بات میں مشکل ہی ہے اور بیشک خلاف
 انصاف بھی ہے۔ پس اکثر جب میں دربارہ دوستی خیال کرتا ہوں
 مجھے یہ بات سب سے زیادہ غور کے قابل نظر آتی ہے کہ آیا دوستی
 بسبب ضعف و بے مایگی کے طلب کی جاتی ہے تاکہ دینے اور لینے
 کی مدد سے جو کچھ کوئی کم کر سکتا ہو وہ دوسرے سے لے لے لے
 اور جب دوسرے کی باری ہو اس کو دیدیوے اور یا یہ کہ
 یہ صرف خاصہ اور ارشد دوستی کا ہے اور اصل اس کا سبب
 کچھ اور ہی ہوتا ہے جو ان چیزوں سے عمدہ تر اور سابق تر ہے

اور دوستی خود فطرت سے پیدا ہوتی ہے۔

اس واسطے کہ محب جس سے کہ محبت مشتق ہوئی ہے وہ باہم نیک اندیشی کا ارتباط حاصل کر نیکے لئے اصل ہوتا ہے اور یوں کام تو اکثر اذکار بھی نکل جاتے ہیں جو دوستی کے بہانے سے زمانہ سازی کر کے اطاعت کئے جاتے ہیں مگر دوستی میں نہ کچھ بناوت اور نہ کچھ بہانہ ہوتا اور جو کچھ ہوتا ہے وہ سچ اور از تہہ دل ہوتا ہے۔

۴۷۔ پس دوستی محکم معلوم ہوتا ہے کہ فطرت سے پیدا ہوتی ہے نہ احتیاج سے اور زیادہ تر دل کو لگانے سے معشور محبت کے نہ کہ اس خیال سے کہ کتنے فائدے اس بات سے حاصل ہوئیں گے۔

اور یہ کہ یہ امر البتہ یوہین ہے بعضے بہائم میں بھی دیکھا جاسکتا ہے جو اپنے بچوں کو اور یہ اونکو ایک زمانہ تک ایسا چاہتے ہیں کہ صاف اونکا معشور محبت اوس سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہی امر انسان میں اور بھی زیادہ تر واضح ہے اولاً اوس محبت سے جو اولاد اور اہل بیت میں ہوتی ہے جس کا ٹوٹنا بے ارکے کہ کوئی ایسی ہی خطائے عظیم نہ ہو محال ہے۔ ثانیاً جو کہ کچھ ایسا ہی معشور محبت کا ہم میں پیدا ہو جاتا ہے

جب کہ ہم نے کسی ایسے شخص کو پایا جس سے کہ اخلاق اور طبیعت میں ہمیں اتفاق ہے کیونکہ ہم کو معلوم ہوتا ہے جیسے کہ ہم ایک قسم کی روشنی کو خوبی اور نیکی کی اوسمیں دیکھتے ہیں۔ اس واسطے کہ نیکی سے زیادہ کوئی چیز قابل محبت کے نہیں ہے اور نہ کوئی چیز زیادہ ترافت کی طرف گردیدہ کرتی ہے۔ چنانچہ اس میں نیکی اور خوبی کے سبب سے اس نے یہی جنگو کہی نہیں ہم نے دیکھا ہے ہم کو ایک طرح کی دل بستگی ہو جاتی ہے۔ کون ہے جو (فاریوس) اور (کورئوس) کی یاد آوری بے کسی طرح کی الفت اور خیر اندیشی کے کرے جنگو اس نے کہی دیکھا ہی نہ ہو۔

کون ہے جو (طارقینوس) جنگو اور کون ہے جو (کیوس) اور (میلیوس) سے نفرت نہ کرے۔ ہمیں دو سرداروں (پروپوس) اور (ہینال) سے دربارہ سلطنت ایتالیک جنگ و جدال ہوئی۔ ایک کو سبب اس کی خوبی کے ہم بہت بیگانہ نہیں سمجھتے ہیں اور دوسرے سبب اس کے ظلم کے ہمیشہ یہ ملک نفرت کرتا رہے گا۔ ۲۹۔ پس اگر خوبی کا اتنا زور ہے کہ اس کو ہم اون لوگوں میں بھی

چھند کرتے ہیں جھگوہنے کہی نہیں دیکھا بلکہ زیادہ تر یہ ہے کہ دشمن
 میں بھی تو کیا تعجب ہی جو انسانوں کے دل حرکت میں آئیں جب
 اون لوگوں کی خوبی اور نیکی کو دیکھیں جسے وہ کاروبار میں
 شرکت کر سکتے ہیں - بلکہ دوسرے کے احسان کر نیسے اور اسکی
 دلسوزی دیکھنے سے اور آپس میں رسم ہو جانے سے محبت مستحکم ہوجاتی ہے
 اور جب ان باتوں کا اضافہ اوس پہلی دلی محبت کی حرکت پر
 ہوتا ہے تو کچھ عجب مقدار التفات کی بڑھنے لگتی ہے اور جو اسکو
 تصور کرتے ہیں کہ اپنے ناقابل ہونیکے سبب سے طلب کیجاتی ہے
 تاکہ جس چیز کی احتیاج ہو دوسرے سے لے لیوین تو بیشک وہ
 بہتر دوستی کو بہت ذلیل اور کم ذات والی اگر یوں کہوں کر دیکھتا
 کہ اوس کا بے نواہی اور احتیاج سے پیدا ہونا سمجھتے ہیں اور
 اگر یہ بات یوہیں ہوتی تو جو کوئی کہ کم اپنے میں قدرت سمجھتا ویسا ہی
 دوستی کی طرف زیادہ مائل ہوتا حالانکہ امر اسکے بالکل برعکس ہے
 ۳۰ - اس واسطے کہ جو شخص اپنے اوپر زیادہ بہرہ و سار کہتا ہے
 اور جتنا کہ نیکی اور دانائی سے آراستہ ہوتا ہے اور جتنا اوس

کم اپنے کاموں میں کسی دوسرے کی احتیاج ہوتی ہے اور اتنا ہی زیادہ وہ دوستی کی طلب کرتا ہو اور اس کے بڑھانے کی زیادہ فکر کرتا ہو یہ لایکا (افریقانی) کی میری طرف احتیاج تھی واللہ کچھ نہیں اور مجھ کو بھی اس کی طرف نہیں ضرورت تھی ہاں میں اس کی خوبیاں دیکھ کے اس پر فریفتہ اور وہ کچھ اپنی رائے میرے اخلاق کے بارہ میں خیال کر کے مجھے دل بستہ ہوا ہے رسم و راہ سے خیر اندیشی بڑھی اور جو کچھ بڑے بڑے کام بعد اس کے نکلے اور ان کی لحاظ سے ہرگز یہ دل بستگی نہیں واقع ہوئی تھی۔

۳۱۔ اس واسطے کہ ہم محسن اور کریم ہیں پس جیسا کہ ہم دیکھ سکیے طلب نہیں کرتے یعنی احسان کو سودی نہیں چلاتے ہیں بلکہ فطرۃ احسان کی طرف مائل ہیں ویسا ہی دوستی کو نہ اس لئے کہ جلب منفعت اس سے منظور ہو بلکہ اس لئے کہ کل ثمرہ اس محبت کا خود ہی محبت ہو قابل حاصل کرنے سمجھتے ہیں۔

۳۲۔ گردہ جو ہائے کیم کی طرح آسائش جسمانی کو ہر امر میں ملح نظر اپنا رکھتے ہیں بالکل اور طرح سمجھتے ہیں اور یہ سمجھنا اور ان کا عجیب

ہیں ہر اس واسطے کہ وہ نہ کوئی چیز اعلیٰ اور نہ کوئی چیز جلیل یا ملکوئی معائنہ کر سکتے ہیں بلکہ
کل انکی خیالات ایسے سخیف ایسے مبتذل جھپٹڑے ہیں لہذا ہمیں البتہ مناسب ہے کہ
انکو اس ذکر سے خارج کریں اور ہم خود سمجھیں کہ فطرت سے شعور دل بستگی کا
— اور — خیال نیکانہی کی کا پید ہوتا ہو جبکہ ادراک پسندیدگی کا ہو اور
بنگویہ حاصل ہو گیا تو وہ زیادہ تر نزدیک چاہتے ہیں اور اپنے
تئیں اس میں مشغول رکھتے ہیں کہ مخالفت و حسن اخلاق سے اوکے
جسکی الفت شروع ہوئی ہے خورسند ہوں اور محبت میں دونوں جوڑ
اور برابر ہوں اور زیادہ تر مائل رہتے ہیں اس امر پر کہ سزاوار
دوسرے سے خیر کے ہوں نہ کہ طلب گار اور اس امر شریف میں
سبقت کرنے پر آپس میں جھگڑ رہتی ہو پس اب کام بھی دوستی
سے بہت بڑے بڑے نکلیں گے اور مبداء ہی اس کا فطرت سے
نہ کہ ناتوانی سے ہوگا اور زیادہ تر بہاری اور سچا ہوگا۔

کیونکہ اگر کام کی غرض نے دوستوں کو ملا یا ہوتا تو جب غرض
نہل جاتی دھستی بھی نہ رہتی۔ مگر چونکہ فطرت بدل نہیں سکتی ہے
اس لیے دوستیاں ابدی ہوتی ہیں۔ اب تم مبداء دوستی کر

دیکھتے ہو مگر یہ کہ شاید تم اس پر بھی اضافہ چاہتے ہو۔
(فینیوس)۔ تو تو (لیلیوس) کہے جا۔ یہ جو سن میں چھوٹا ہے
میں خود اس کی طرف سے یہی تجھے کہتا ہوں۔

(اسکیولا) ٹھیک کہا تو نے۔ تو اب سُننے دے ہمیں۔
۳۳۔ (لیلیوس) اچھا اچھا جو انوکھا مجھے میں اور (اسکیون) میں
در بارہ دوستی مباحثہ ہوا کرتا تھا کہ دوستی کے آخر عمر تک
برابر باقی رہنے سے زیادہ کوئی چیز مشکل نہیں ہو اس لیے کہ اکثر اتفاقاً
سے ایسا واقعہ ہوتا ہے کہ ایک ہی شے بعینہ وہی ہو تو کوئی مناسب نہ ہو
یا یہ کہ ایک ہی بعینہ رائج میں دونوں کی در بارہ دولت جمہوریہ
نہ کہے۔ اور یہ بھی کہتا تھا کہ اکثر اخلاق و عادت آدمیوں کے
بدل جاتے ہیں کبھی نکبت میں مبتلا ہونے سے کبھی سکندر ازبوق
اور ان امور کی پیش میں بسبب مشابہت کے وہ ابتدائے عمر
کر لاتا تھا۔

۳۴۔ کہ بڑی بڑی محبتیں رکھنے والے اکثر اونکے کرتون کے ساتھ چھوٹ
جاتی ہیں ورنہ اگر شباب تک بچپن ہی تو بعد اسکے جھگڑے

تامل کے یا کسی ایسے نفع کے جو دو شخصوں کو ہم حاصل نہیں ہو سکتا
 ٹوٹ جاتی ہیں اور اگر اس سے بھی زیادہ وہ دوستی پر ثابت قدم
 رہے تو بھی اکثر دوستی مست ہو جاتی ہے اگر انہیں دربارہ طلب
 اعزاز مقابلہ آڑا اس لئے کہ دوستی کے لئے اس سے بڑی کوئی
 سخت نہیں ہے اکثر وہ مین دولت کی حرص ہونا اور انہوں کے
 درمیان جاہ و جلال کے لئے مقابلہ ہونا کہ اس سے بڑی بڑی شملیا
 درمیان نہایت بڑے بڑے دوستوں کے واقع ہو گئی ہیں
 ۳۵۔ بڑے ملال اور اکثر بجا بھی پیدا ہوتے ہیں جبکہ دوستوں سے
 ایسی کوئی چیز طلب کی جاوے جس کا کرنا درست نہیں ہے اس طرح
 کہ بد کرداری میں معین یا ظلم میں شریک اون کو ہونا پڑتا ہو۔
 اس سے جنہوں نے انکار کیا اگرچہ اونہوں نے ابھا کیا مگر اونکے
 نزدیک جھکی انہوں نے متابعت نہ اختیار کی قاعدہ دوستی
 کا توڑ ڈالا۔ مگر جن لوگوں نے قصد کر کے کوئی سی چیز دوست سے
 طلب کی تو صرف یہ طلب اونکی دلیل اونکے اعتراف کرنے
 کی ہے کہ وہ اپنے دوست کے لئے ہر ایک امر کے لئے پرتیار ہیں

انکے آپس کے جھگڑوں سے نہ صرف قدیم روابط و اخلاص باطل ہو جاتے ہیں بلکہ اکثر عداوت ابدی پیدا ہو جاتی ہے یہ حرا بیان باین کثرت مثل آفات سماوی کے واقع ہونا اون کا دوستی میں ایسا مترقب ہے کہ احتراز اُسے مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ نہ کام صرف دانشمندی کا ہے بلکہ نجات ہی اچھا ہونا چاہئے۔

۳۶۔ پس اگر تمہارا جی چاہتا ہو تو پہلے یہ دیکھیں کہ کہاں تک دوستوں میں محبت باقی رہنی چاہئے۔ اگر (کوریولانوس) کے دوست ہوتے تو آیا اون کو وطن پر تلوار کھپتا (کوریولانوس) کے ساتھ لازم تھا۔ اور آیا (وسکیٹینوس) طالب سلطنت کی یا۔

— (میلیس) کی مدد کرنا اون کے دوستوں پر واجب تھا۔ ۳۷۔ البتہ ہم دیکھتے تھے کہ اگر خوس) جبکہ دولت جمہوریہ میں خلل انداز تھا تو اسکو (طربرون) اور مثل اسکے اور اسکے دوستوں نے چھوڑ دیا تھا۔ مگر دیوسیوس کو مانوس) جو اے (اسکیولا) نے خانوادے میں لگے محان ہوا کرتا تھا جب میرے سامنے عذر خواہی کو آیا کہ میں زمان حکومت (لنیاٹ) و (روپلیوس)

صلیہ یازدہم

میں کچھ ہی میں اجلاس کرتا تھا اور یہ وجہ تباہی اور اس کو معاف
 کر دینے کی کہ (گر خوش) کا اس کے نزدیک ایسا مرتبہ تھا کہ
 جو کچھ وہ کہتا تھا اس کا بجا لانا اس کو اپنے اوپر فرض معلوم ہوتا تھا
 تب میں نے کہا کہ اگر وہ مجھے قلعہ میں آگ لگانے کو کہتا تو پیچھے۔ اس نے کہا کہ
 اس نے مجھے یہ کہی نہیں کہ میں نے کہا جو وہ کہتا تھا تو اس نے کہا کہ میں بجا لاتا
 دیکھتے ہو تم کیسا شیعہ کلام ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے کہا کہ میں بجا لاتا
 اس سے بھی زیادہ کیا۔ اس واسطے کہ ناہنجاری میں (گر خوش)
 کا نہیں تابع بلکہ سابق اور سپر ہوا برا فرد خلی میں نہ اس کا شریک بلکہ مقدم
 اپنے سین کر دیا یا چنانچہ اس نے خطا کی جواب دہی سے ہمیشہ کہا کہ
 اپنے خون میں (ایٹیا) کو بہاگ کے اور دشمنوں پاس جا کے دولت
 جمہوریہ سے مخالفت کی قرار واقعی سنگین سزا بائی پس بدکاری
 کے لئے یہ ہرگز عذر نہیں چل سکتا ہم کہ دوست کے واسطے تو نے خطا کی
 اس واسطے کہ جب باعث دوستی کا دوست کی نیکی کا خیال ہوا تو دوستی کا
 باقی رہنا مشکل ہے اگر تو نیکی سے منحرف ہوا۔

۳۸۔ اور ہم تو دوستوں کو دینا جو کچھ وہ چاہیں اور ان کے

مانگ لینا جو کچھ ہم چاہیں درست قرار دیتے اور ہم پورے دانا ہوتے
 اگر انسان میں شائبہ برائی کا نہ ہوتا مگر ہم گفتگو انہیں دوستوں کی
 کرتے ہیں جو اسٹیکھون کے سامنے ہیں یا جن کا تذکرہ ہم نے سنا ہے اور جو
 رسمی لوگوں میں محبوب ہیں۔ انہیں لوگوں میں سے نظر لینا چاہئے
 اعلیٰ مخصوص ان کی انہیں سے جو دانا ٹی کے بہت قریب پہنچتے ہیں۔

۳۹۔ ہم دیکھتے ہیں (ایمیلیوس) کو کہ (لوکیئوس) کا ہلکا دوست تھا اور میں
 آباؤ اجداد کے ساتھ بیرونوں و دفعہ ساتھ حاکم ہوا اور منصب قضائین تہ رہی پھر انٹر اور کوریو
 اور (کورونکائیوس) سے اور انہیں آپس میں نہایت ارتباط ہوتا
 سلف سے یا دھلا آتا ہے پس ہم شبہ یہی اس کا نہیں کر سکتے ہیں کہ کسی نے
 انہیں سے اپنی دوست سے کسی ایسی چیز کا مطالبہ کیا ہو جو خلاف ایمان
 یا خلاف قسم کے یا خلاف دولت جمہوریہ کے ہتی آئے کہ ایسے اشخاص
 کی نسبت اس کہنے سے کیا حاصل ہوگا کہ اگر کسی نے انہیں سے مطالبہ کیا
 یہی ہوتا تو اس کو مطلوب اپنا حاصل نہ ہوتا جو کہ یہ نہایت متبرک
 اشخاص تھے اور ایسی کسی چیز کا طلب کرنا یا سب طلب کسی کے خود کرنا
 دونوں پر بار نارا ہے۔ مگر البتہ (طیروس) کے (خوس) کی پر

(یکارہون) اور (کابلون) کرتے تھے اور اس کا بہائی (کایوگنخوس) جب تو نہیں الیسنہ مگر اب نہایت چستی سے کرتا ہے۔

۳۰۔ پس یہ ضابطہ دوستی کا مسلم رکھنا چاہئے کہ نہ تو ہم جو چیز قبیح ہو اور سکی درخواست کریں اور نہ درخواست کئے جائیے خود مرگب ہوں اس واسطے کہ یہ غرض قبیح ہے اور قابل قبول نہیں ہے جیسا کہ خطاوں کے بارے میں دیا ہی اس بارے میں کہ کوئی اعتراف کرے اس بات کا کہ اس نے اپنے دوست کی خاطر سے خلاف دولت جمہوریہ کے کیا۔

اور اس واسطے بھی اسے (فینیوس) اور (اسکیولا) کہ ہم اب ایسی حالت پر پہنچے ہیں کہ ہم کو دولت جمہوریہ کی ایندھ آفات کا بہت قبل سے خیال کرنا واجب آ پڑا ہے اس واسطے کہ عادت بزرگوں کی اب ایک ذریعہ اپنی راہ و انداز سے خارج ہوئی ہے (طیبروس گرخوس) نے بادشاہی لینے کی کوشش کی بلکہ کئی بیٹے بادشاہی بھی کی۔

۳۱۔ بھلا ایسی کوئی بات امت (رومانی) نے کبھی پہلے دیکھی یا سنی تھی متا بہت سے اس کے بعد موت کے بھی جو اس کے دوستوں اور عزیزوں

نے (پولیس اسکین) کے ساتھ کیا وہ میں بے چشمہ پر ایک کپہ نہیں سکتا ہوں
 اس واسطے کہ (کابلون) کی توجہ طرح میں بن پڑا (طیبر لوس گراخوس)
 یا بالفعل سزا دینے کے لئے ہننے مدد کی لیکن (کاپوس گراخوس) کی
 سرداری سے جو میں اندیشہ کرتا ہوں اس کی پیش گوئی کرنے کو میرا جی نہیں
 چاہتا ہے پس ایک بات ایسی ہوتی چلی ہے کہ جو ایک دفعہ حل نکلتا تو پھر
 بہت جلد خرابی تک پہنچے گی۔ تم دیکھتے ہو پہلے سے کتنی بڑی غلطی ہوتی
 میں واقع ہوئی ہے اولاً تو قانون (کابینی) سے ہر دوسرے بعد قانون
 (کابینی) سے گویا میں ابھی سے دیکھتا معلوم ہوتا ہوں کہ لوگ انجمن شہر
 سے جدا ہو گئے ہیں اور عوام کی رائے سے امور عظیمہ کئے جاتے ہیں اس واسطے
 اکثر آدمی سیکرین کے کہ کس طور پر یہ باتیں کیجاتی ہیں اور کم سیکرین کے
 کہ کس طور سے انکا دفعیہ ہو سکتا ہے۔

۴۶۔ کس غرض سے یہ سب ذکر ہوا اس غرض سے کہ بدوں شریکوں کے
 کوئی شخص اس طرح کی بات پرستہ نہیں ہو سکتا لہذا اچھے لوگوں پر تاکید کرنی
 چاہئے کہ اگر وہ اس قسم کی دوستی میں اتفاقاً نا دانستہ پڑیں تو اپنے تئیں
 ایسا مجبور نہ سمجھیں کہ ان دونوں دوستوں نے جدا نہ ہوں جو امر ملک میں خلل انداز

مین۔ بلکہ بدکاروں کے لئے سزا مقرر کرنا چاہئے نہ کم اون لوگوں کے لئے جنہوں نے دوسرے کی پیروی کی اور اسے کہ خود بقاوت کے مترغما ہوئے کون شخص (فسطولکس) سے زیادہ صاحب شان (یونان) میں ہوا اور کون اس سے زیادہ صاحب قدر تھا اسے جب جنگ (فارس) میں سالار بنے (یونان) کو غلامی سے نجات دے اور یہ سبب خمد کے جلائے وطن کیا گیا تو ظلم کو اپنے ناسپاس مابل وطن کے اس نے شمل نہ کیا حالانکہ اسکو کرنا چاہئے تھا۔ اور وہی کیا جو ہیں جس قبل ہمارے یہاں کوریولاؤس نے کیا تھا ان دونوں کا کوئی معاون خلل اندازی وطن میں پایا نہ گیا پس دونوں نے خود کشی کی۔

۳۴۔ لہذا یہ کاروں کی ایسی سازش کہ نہ صرف بعد دوستی پوشیدہ کرنا چاہئے بلکہ بہت بہت کہ ہر طرح کی عقوبت سے اسکی اصلاح کہ نہ کوئی شخص اپنے تئیں دوست کے تابع ہونے کا اس حالت میں بھی مجاز نہ سمجھے جیکہ یہ وطن پر جنگ آوری کرتا ہو۔ کہہ ہی نہ کہہ ہی نہ معلوم کہا ہونے والا ہے کہ ایک بات تو ہونا شروع

ہو گئی ہے مجھ کو تو کم فکر اسکی بہنیں ہے کہ میرے مر نیے بعد دولت جہیز کا کیا حال ہو گا اس سے کہ آج اس کا کیا حال ہے۔

۴۴۔ پس پہلا ضابطہ دوستی کا یہ مسلم رکھنا چاہئے کہ ہم دوستوں نیک ہی امر و نیکی طلب کریں اور دوستوں کے لئے نیک ہی امر کیا لائیں اور انتظار اس کا نہ کریں کہ وہ ہم سے طلب کریں اور سدا اس پر مستعد و آمادہ رہیں تعویذ کہی نہ ہو بلکہ آزاوانہ مشورہ دینے سے ہی ہم خود بہت خوش ہوں اور چاہئے کہ وقعت نیک صلاح دینے والے دوستوں کی زیادہ تر دوستی کی بنا پر قائم ہو اور اسکو نہ صرف صاف صاف کہنے میں بلکہ سختی و نصیحت کرنے میں بھی اگر مقتضائے مقام ہو کام میں لاوین اور جب اس طرح سے کچھ کہا جائے تو مانیں۔

۴۵۔ بعض اشخاص کو جو کہ میں سنتا ہوں (یونان) میں دانا کہلاتے تھے کچھ عجیب باتیں میں سمجھتا ہوں پسند آئی ہیں بلکہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس میں وہ اپنی تہریات کو دخل نہ دیتے ہوں منجملہ اون کے یہ ہیں کہ راکہ دوستوں سے بہانہ لگا چاہئے مبادا ایک شخص کو کئی شخصوں کے لئے

متردد ہونا ہو ہر ایک شخص کو اپنے ہی امور کا فی بلکہ زائد ہوں

نصرت و باز و جہیز

زندغیروں میں پہننا باعثِ تکلیف ہے۔ نہایت مفید یہ ہے کہ جتنے
 ہو سکے دوستی کی باگین لمبی ہوں جن کو جب چاہو تم کینچ لو جب چاہو ہٹا
 کر دو خوشی سے زندگی بسر کرنے کے لئے اصل بے فکری ہے جو دل کو
 حاصل نہیں ہو سکتی اگر ایک شخص کو کئی شخص گویا پالنا پڑیں
 ۴۔ مگر لوگ کہتے ہیں کہ اور دن نے اس سے بھی زیادہ خلاف
 انسانیت باتیں کی ہیں اور میں بھی قبل ازین اسی طرح کا ذکر مختصر طور پر
 کر چکا ہوں کہ حمایت اور اعانت کے لئے نہ کہ ہربانی اور الفت کے
 سبب سے دوستی کو طلب کرنا چاہئے پس جتنا کہ کوئی بہت ہی کم مضبوطی
 اور بہت ہی کم قوت رکھتا ہو اتنا ہی زیادہ تر وہ طلب گار دوستی کا
 ہو سکے۔ اور اس سے یہ نکلا کہ عورتیں بیچارے دوستی کی حمایت کی
 زیادہ تر طلب گار ہوتی ہیں بہ نسبت مردوں کے اور مفلس بہ نسبت
 مالداروں کے اور بد نصیب بہ نسبت خوش نصیبوں کے۔
 ۵۔ واہ ری دانائی اس واسطے کہ آفتاب کو عالم میں لے لے لے
 معلوم ہوتے ہیں جو دوستی کو آدمیوں میں سے لے لے لے لے ہیں حالانکہ
 اس سے خوشتر کوئی چیز نہیں دیوناؤں نے نہیں پائی ہے۔ اس واسطے کہ

وہ آپکی بے فکری کیا ہے۔ ظاہر میں تو البستہ پہلی معلوم ہوتی ہے مگر
 نفس الامر میں اکثر مقامات پر قابل تہک کرنیکی ہے۔ اس واسطے کہ
 کسی امر نیک کو مبادا کہ بھگوت رو کر نا پڑے نہ اختیار کرنا یا اختیار
 کئے ہوئے کو نہ تمام کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ اگر فکر ہی سے ہم بہکتے
 تو نیکی سے بھی بھگوت ہاگنا چاہئے کہ نیک ہونے میں بھی تو اسکے مخالف
 امور سے جیسا کہ سعادت مند ہونے میں شرارت سر اور پرہیزگار
 ہونے میں عیاشی سے اور مضبوط ہونے میں سستی سے احتراز اور
 نفرت کرنا ضرور کچھ نہ کچھ فکر کے ساتھ ہوتا ہے۔ چنانچہ تو دیکھ سکتا ہو
 کہ راست بازوں کو تا راست باتوں سے اور بہادروں کو بدھن کی
 باتوں سے اور باجیاؤں کو بے حیائی کی باتوں سے نہایت رنج ہوتا ہے۔
 تو اچھی باتوں سے خوش ہونا اور مخالف باتوں سے رنج پانا خاصیت نفس
 صحیح القوی کی ہے۔

۴۸۔ پس اگر مردوانا کو تکلیف اوٹھانا پڑتی ہے اور البستہ پڑتی ہے
 مگر یہ کہ اسکے نفس سے بشریت کا استیصال ہونا ہم سمجھیں تو کیا وجہ
 کہ دوستی کو بالکل آدمیوں میں سے ہمیں سے لینا چاہئے مبادا کہ اس سے

جہم کو کوئی زحمت کرنا ہو۔ اس واسطے کہ جب حرکت کو نفس سے سبب کر لیا تو
 پھر فرق کیا رہا انسانہیں اور میں نہیں کہتا کہ ہاکم میں بلکہ انسان اور
 پتھر یا لکڑی یا اور اس قسم کی چیز میں۔ اور انکی بھی بات نہ سنا جائے
 جو نیکی کو سخت جیسے کوئی لوسہ کی چیز ہو سمجھتے ہیں حالانکہ وہ جہان اور
 چیزوں کے سبب۔ یہ وہاں دوستی کے سبب سے بھی ملایم اور نرم
 ہوتی ہے کہ بھلائی سے دوست کی گریا ضبط اور برائی سے منعض ہو
 جاتی ہے۔ لہذا زحمت جو اکثر دوست کے لئے اڑھانا پڑتی ہے
 وہ ایسی تو ہی نہیں ہے کہ اوسکے محبت دوستی کو آدمیوں میں سے
 بے لینا چاہئے۔ زیادہ برین نیت کہ جس طرح نیکی نیکوں کو اس سبب سے
 کہ کچھ زحمت اور فکر کرنا پڑتی ہے چھوڑنا نہیں چاہئے۔

۴۹۔ مگر چونکہ دوستی کو جذب کرتی ہے جیسا کہ اوپر میں نے کہا جو
 کوئی علامت نیکی کی جگہ جسکی طرف ویسا ہی نفس اپنے تئیں لگانا اور
 ملانا چاہتا ہے پس جب اس امر کا اتفاق ہوتا تو محبت کا پیدا ہونا ضرور
 ہو جاتا ہے۔ اس واسطے کہ کون امر ایسا مہل ہے جیسا کہ خوش ہونا
 بہت سی دانیات چیزوں نے عزت سے شائے عمارت سے رہا اس

و اگر ایش بد نے مگر نفس جو نیکی سے متصف ہو اور محبت کر بھی سکتا ہو
اور پیہر بھی سکتا ہو اگر یوں کہیں اس سے ذرہ بھی نہ خوش ہونا -
اس واسطے کہ کوئی چیز مہربانی کے صلہ میں اور خدمات و توجہات کے معاوضہ
سے زیادہ فرحت انگیز نہیں ہے ۔

(۵۰) اور اگر ہم بیان وہ امر اضافہ کریں جو صحیح طور سے اضافہ ہو سکتا ہو
کہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اپنی طرف کسی چیز کو اس طرح گرد و پیر کرے اور کینچے جیسا
دوستی کو محالیت تو اور موت البتہ مانا جا دے گا سچ ہونا اس بات کا
کہ اچوں کو ضرور ہے کہ اچھے چاہیں اور ایسا اون سے میل کریں جیسا کہ وہ
ان کے ساتھ قرابت سے کیا بلکہ فطرت سے ملی ہوئے ہیں ۔ اس واسطے کہ فطرت سے
زیادہ کوئی چیز طلبگار اپنے امثال کی یا کوئی چیز طلب میں زیادہ حریص نہیں ہے
آس سے یہ بھی اسے (فینوس) اور (اسکیوولا) خلا ہر ہوتا ہے
جو میری رائے ہے کہ اچوں کی اچوں میں نیک اندیشی ہونا ضروری امر ہے
اور یہی منع دوستی کا جسکو فطرت نے مقرر کیا ۔

مگر یہ ایک ہی بلاتنی بہتوں تک بھی پہنچتی ہے اس واسطے کہ مردان نیک
بے مروت اور معطل نہیں اور نہ متکبر ہوتے ہیں بلکہ یہ ساری ساری فہم و

حاجت کیا کرتے ہیں اور انکی نہایت خوبی سے رعایت کرتے ہیں اور ایسا ہے
ہرگز نہ کرتے اگر عوام کی الفت سے بیزار ہوتے —

۵۱۔ اور یہ بھی سچ معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ دوستی کو فائدہ کے
سبب ہونا توہم کرتے ہیں وہ گرجت کو جو نہایت باری ہر دوستی میں سبب کہتے ہیں۔
اس واسطے کہ دوستی سے کام نکلنا آدمی کو اتنا خوش نہیں کرتا جتنا دوست کی خود دوستی خوش
کرتی ہے اور جو چیز دوست آتی ہو وہ تب فرحت انگیز ہوتی ہے جبکہ دل سوزی
مئے ساتھ آتی ہے۔ اور دوستی کا یہ سبب
احتیاج کے حاصل کیا جانا ایسا بعید ہے کہ جو دولت اور ثروت اور
نیکی پر کہ نیکی بڑی بہرہ دہ کی چیز ہے فایز ہو کے کسی دوسرے کے
محتاج ہیں میں وہ ہی نہایت فیاض اور محسن اور طلب گار دوستی
ہوتے ہیں۔ اور مجھے معلوم کہ آیا یہ درکار ہی نہیں ہے کہ دوستوں کو
کبھی کسی چیز کی کمی نہ ہونا چاہئے۔ اس واسطے کہ کہاں ہماری یاقین
ظاہر ہو میں جو (اسکی بول) کو نہ کہی ہماری صلاح کی نہ ہماری مدد کی
نہ گہرین نہ باہر احتیاج ہوتی پس دوستی فائدہ کی تابع نہیں ہوتی بلکہ فائدہ
تابع دوستی کا ہوتا ہے۔

۵۲۔ اور نہ قابل سماعت کے وہ لوگ ہونگے جو عیش و عشرت میں پڑ پڑ کر بچھا
 وہ دربارہ دوستی گفتگو کریں جسکو انہوں نے نہ کام میں لائے نہ فکر کر کے
 پہچانا ہے۔ اس واسطے کہ کون سے قسم دیتا دن اور آدمیوں کے حق کی
 جو اس شرط پر کہ نہ وہ کسی کو چاہئے نہ اسکو کوئی چاہئے رہنا اس طرح
 کہ ہر طرف سب چیزوں کی کثرت ہو اور جینا اس طرح کہ افراط ہر قسم کے
 سائنہ و سامان کی ہو قبول کرے گا۔ اس واسطے کہ خود بن بیٹھے والے
 پادشاہوں کی زندگی کا البستہ اس طرح کی ہوتی ہے جبین بے شک
 نہ وفانہ الفت نہ مستحکم اعتماد حسن ظن پر ہو سکتا ہے بالکل ہمیشہ شہبے اور اندیشہ
 رہتے ہیں اور دوستی کی جگہ نہیں ہوتی۔

۵۳۔ اس واسطے کہ بھلا کون اس کو چاہے گا جس سے خود ڈرتا ہو
 یا اس کو جسکو جانتا ہو کہ اپنے سے ڈرتا ہے۔ لیکن لوگ ان کی چوٹی خوشا
 تہوڑے زمانہ تک کرتے ہیں مگر جب اونپر دفعۃً زوال آیا جیسا کہ اکثر
 ہوا ہے تب کہلاتا ہے کہ کیسے وہ بے بار و استہاستہ۔

چنانچہ (طار قبیلہ) کو روگ کہتے ہیں کہ اس نے کہا اس کے جلاوطن
 میں دریافت ہوا کہ کون میرے پاس با وفادار دست سے اور کون میرا

جگہ ان دو وزن میں سے کسی بھی میں جڑا و سزا نہیں دے سکتا ہوں۔
 ۴۵۔ اگرچہ میں تعجب کرتا ہوں کہ اوسکے اس تکبر اور تند مزاجی
 کیونکر اوسکو کوئی بھی ملا ہوگا۔ اور جس طرح اخلاق اوسکے جس کا میں
 نام لیا اوسکے لئے سچے دوست ہیا نہ کر سکے اسہی طرح دولت بہت
 صاحبان اختیار کی اول کو وفادار دوستوں سے محروم رکھتی ہے۔
 اسواسطے کہ نہ صرف قیمت اندہی ہے بلکہ جیسے لگتی ہے اوسکو بھی
 اکثر اندھا کر دیتی ہے لہذا اول کے سرکشی اور رعوت سے تقریباً کل
 سچے دوست بھاگ جاتے ہیں کیونکہ قسم تو نادان سے زیادہ کوئی چیز
 ناقبول تر نہیں ہو سکتی ہے اور یہ بھی ہم دیکھ سکتے ہیں کہ وہ لوگ جن کے
 سابق میں اخلاق فی الجملہ اچھے تھے حکومت اور اقتدار اور اقبال
 مندی سے وہ بدل جاتے ہیں اور پڑانے دوستوں کی تحیر اور نوزوں
 کی توقیر کرنے لگتے ہیں۔

۴۵۔ اس سبب کے کیا حقائق ہوگی کہ جب دولت اور اقتدار و ثروت سے بہت کچھ
 قدر حاصل ہو تو پھر چیزیں ہیا کرنا جو روپیہ ہیا ہوتی ہیں گھڑی غلام عمدہ لباس قیمتی عطر
 مگر وہ سب کو نہ ہیا کرنا جو میں کہوں مذہبی کی نہایت اچھی اور نہایت

خو صورت آرائش میں اور پہرے کے لئے اور چیزیں بھی کرتے ہیں اور
 کسی راحت کے لئے محنت کرتے ہیں وہ خود نہیں جانتے حالانکہ ہر ایک
 ان چیزوں میں سے اوس ہی کی ہو جاتی ہے جو قوت میں غالب ہے
 مگر دوستی کی دولت جس کی سب سے اوس ہی کی ہمیشہ ثابت و قائم رہتی ہے
 اور اگر یہ چیزیں جو گو یا قیمت کی خیرات ہیں باقی ہی رہیں تاہم جو زندگانی
 دوستوں کی صحبت اور شرکت سے خالی ہو وہ خوشامد نہیں ہو سکتی مگر
 یہ باتیں تو یہاں تک ہوئیں۔

۵۶۔ اب مقرر کرنا چاہئے کہ کیا حد میں دوستی کی ہیں اور ہر بانی
 کی کیا انتہا ہے کہ وہاں تک کرنا چاہئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تین
 رائیں اس بارہ میں منقول ہیں حمید سے میں سیکو بھی نہیں پسند
 کرتا ہوں ایک کہ اوس طرح دوستوں کی نسبت ہلکا کرنا چاہئے
 جیسا کہ ہم کو خود اپنی نسبت۔ دوسرے کہ ہماری ہر بانی دوستوں
 یا اہل مطابق اور برابر ہو کرنا چاہئے اور انکی ہر بانی کے ہمہ
 کہ جتنی کوئی شخص اپنی خود تو قیر کرے اوتنی دوستوں کو بھی اور
 کرنا چاہئے۔

۷۷۔ ان تین راؤن میں سے میں کیسکو اصلاً قبول نہیں کرتا ہوں
اس واسطے کہ نہ وہ پہلی رائے درست ہے کہ جس طرح کوئی خود اپنے لئے
ویسا ہی چاہئے کہ دوست کے لئے بھی مستعد ہو کیونکہ کتنی ہی باتیں ایسی
ہیں کہ ہم کو اپنی وجہ سے کہی نہ کرنی چاہئیں مگر ان کو دوست کی وجہ سے
ہم کرتے ہیں مثلاً کسی دینی شخص سے سوال کرنا اور التجا کرنا یا کسی کو درستی
سے الزام دینا اور زور سے جھڑکنا کہ یہ باتیں اپنے امور میں کرنا
خلاف شان ہے مگر دوستوں کے لئے کرنا نہایت شاندار ہے۔
اور بہت حالتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انہیں اچھے لوگ اپنی راحت
کی چیز و نہیں سے بہت چیزوں کو گھٹا دیتی ہیں اور گھٹا دیا جانا گوارا
کرتے ہیں تاکہ اونسے دوست انکے نہ کہ خود متلذذ ہوں۔

۵۸۔ دوسری راؤن وہ ہے جو متبادی خدمات اور توجہات سے دوستی
کو محدود کرتی ہے۔ یہ دوستی کو بہت رکیک اور خفیس سمجھ کے اونسے
حساب لینا ہے کہ لی ہوئی چیزوں میں اور دی ہوئی چیز و نہیں مساوات ہو
جکو معلوم ہوتا ہے کہ سچی دوستی سخی تر اور غنی تر ہوتی ہے اور خیال اس
قید کا نہیں رکھتی کہ جتنا پایا ہے اس سے زیادہ بہرہ دے۔

اس واسطے کہ وہ شکار اس کا ڈر ہوتا ہے کہ کوئی چیز ضائع ہو جاوے گی یا زمین پر گر چکا
اور نہ اس کا دوست کی طرف استحقاق سے زیادہ چلا جاوے گا۔

۵۹۔ تیسری قوس سے بدتر ہے کہ جتنی قدر کوئی خود اپنی کرے
اوسے قدر اوسکی دوستوں کو کرنا چاہئے۔ اس واسطے کہ بسا اوقات
بعض لوگوں کی بہت پست اور امید خوش حالی کی شکستہ ہو جاتی ہے پس وقت
میں یہ کام نہیں ہے کہ جیسا وہ خود اپنی نسبت ہو دیا ہی یہ بھی اوس کی
نسبت ہو جاوے بلکہ یہ کام ہے کہ کوشش کرے اور ایسا کرے کہ دل
دوست کا چاق ہووے اور موقع بہتری کی رکھے۔

لہذا کوئی اور حد سچی دوستی کی مقرر کیا وگی جبکہ میں پہلے وہ بات کہلو گنا
جبکی بہت سنگت (اسکیوں) اکثر کیا کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ کوئی
قول منافی دوستی کے اس سے زیادہ نہیں پایا جاسکتا ہے جو کسی شخص
نے کہا ہو کہ محبت اس طرح کرنی چاہئے کہ جیسے کہی عداوت بھی کرنی ہو۔
اور کہتا تھا کہ میں میری قابل نہیں کیا جاسکتا ہوں اسکا کہ مازن اس کو
کہ اس قول کا (بیاس) سے منقول ہونا کی طرح سمجھا جاتا ہے
جو ایک سادہ دانشمند و نہیں سے شمار کیا جاتا ہو۔ یہ قول تو کسی ناپاک

الٹی کا ہے جو اپنے قبضہ میں سب چیزیں لانا چاہتا ہو۔ پہلا کس طرح کوئی دوست ہو سکے گا اوس کا جسکو یہ سمجھے کہ یہ اوس کا دشمن ہی ہو سکتا ہے علاوہ برین ضرور ہوگا کہ متوقع ہو اور خول مشمند رہے اسکا کہ کتنی زیادہ خطائیں دوست سے سرزد ہوتی ہیں تاکہ او میں زیادہ موقع اسکو شکایت کرنے کی دہتہ لگیں۔ اور پھر یہ ہی ضرور ہوگا کہ دوستوں کے نیک افعال اور اسودگی پر حسد کرے اور رنجیدہ ہو اور محم کو۔

لغذا وہ حکم چاہئے کیا ہو دوستی کے سلب کرنے میں ایسے خرم و شہاد کریں کہ کہیں ہم ایسی سے محبت کرنا شروع کریں جس سے ہو سکتا ہو کہ ہم کہیں کبھی عداوت رکھیں گے۔ علاوہ برین اگر ہم دوستوں کے انتخاب کرنے میں بدتمت کالیں تو (اسکیپیون) سمجھنا تھا کہ اسکا کھل کر نا چاہئے نہ کہ دشمنی کرنا کا موقع دہو نہ جہنا۔

پس میری تجویز یہ ہے کہ ان حدود کو عمل میں لانا چاہئے تاکہ جب اخلاق دوستوں کی پاکیزہ ثابت نہوے تب ان کو درمیان منصوبوں اور خواہشوں میں اور کل امور میں بلا استثنا مشارکت ہونی چاہئے۔ یہاں تک کہ اگر اتفاقاً دوستوں کی خواہش ہے اعانت کسی امر یا مناسبت میں کرنا پڑے جس میں خطرہ ان کی جان کا

فصل دوم در بیان دوستی و دشمنی

فصل

یا آبرو کا ہر تو طریقہ سے فی الجملہ میلان کرنا چاہئے بشرطیکہ کسی مصیبت عظیمین
 مبتلا ہونا نہ ہو۔ اس واسطیکہ کھانتک دوستی کی پاسداری کرنی چاہئے
 اور کسی بھی ایک انتہا ہے اور نہ نام آوری کے بارہ میں خفالت کرنی چاہئے
 کہ ہو مٹون کے حسن ظن کو تیر بہدت حصول مطلوبات میں سمجھنا چاہئے اور اسکو
 خوشامد اور چاہا پوسی سے حاصل کرنا کیک ہو اور نیکی جو نتیجہ محبت ہونی ہو
 اور سکو بھی ہرگز نہ ترک کرنا چاہئے میں چھپر (اسکیڈون) کی طرف رجوع کرنا ہوتا
 کہ اسکی پوری تقریر دربارہ دوستی تھی۔ وہ با اوقات انوس کیا کرتا تھا
 کلاں ان ہر چیز میں زیادہ سرگرم رہتے ہیں۔ جھپٹین اور بکیران کتنی اسکو
 چاہتے ہیں ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ دوست کتنی چاہتے ہیں کوئی نہیں کہہ سکتا ہے اور
 ان چیزوں کے لینے میں فکر و تامل کرنے میں مگروستوں کو انتخاب میں
 خفالت کرتے ہیں حالانکہ انہیں کوئی علامت اور نشان پاتری جن سے اسکو جو لائق
 دوستی میں پہچان لیں۔ پس مثل مزاج اور ثابت قدم لوگ لائق انتخاب کے ہوں گے
 مگر انہیں کے لوگوں کی بڑی قلت ہے۔ اور تجویز البتہ یہ ہے کہ یہ کہ اسکا
 کیا حادے اور امتحان خود دوستی کر کے ہو گا پس دوستی تجویز پر سابق ہوگی
 اور نہ صرف امتحان کریشی نہ رہیگی۔ ۲

۴۳۔ لہذا دور اندیش کا کام یہ ہے کہ حیطہ گارٹی کو اوس سطح محبت کے زور کو سنبھالے رہتا کہ ہم حیطہ گھوڑونکو سدھا کے اوس سطح دوستوں کو اون کے اخلاق کسی قدر آزما کے استعمال میں لائیں۔

بعضوں کا حال تو اکثر تہوڑے ہی روپیہ سے کہل جاتا ہے کہ کیسویہ ہلکے ہیں اور بعض جنگو تہوڑا وہی تیز لال نہ کر سکا اور کھا حال بہت روپیہ سے معلوم ہو جاتا ہے۔ ورنہ اگر حقیقت میں ایسے لوگ پائی ہی جائیں جو دوستی پر ترجیح دیتا مہل سمجھتے ہیں مگر کھان ایسے لوگ ہم پائیں گے جو عزت و حکومت و اقتدار و دولت و اختیار پر دوستی کو مقدم رکھتے ہوں۔ ایسا کہ جب ایسا طرف یہ چیزیں رکھی ہوں اور دوسرے طرف حق دوستی کا تو وہ انکو بہت بہتر سمجھیں اس واسطیکہ فطرت اقتدار کو ذلیل نہ سمجھنے میں مجبور ہے خیا تجھ اسکو اگر دوستی چھوڑ کر ہی حاصل کر لیا تو سمجھتے ہیں کہ وہ مسدور رکھے جاویں گے کہ بدون ٹری سبکے اوہوں نے دوستی سے کنارہ نہیں کیا۔

۴۴۔ لہذا اچھی دوستیاں اون لوگوں میں مصافحت مشغلی سے پائی جاتی ہیں جو طلب عزت میں اور امور جمہوری میں سہک میں اس واسطیکہ کہ ان کو پانچا ایسے شخص کو جو اپنی عزت پر دوستی کی عزت کو مقدم رکھو۔ حالانکہ کیا اگر ان اوگ

اکثر لوگوں کو شرکت کرنا معیتوں میں معلوم ہوتا ہی اور ان میں جو شخص خود پہچاننا
 ملنا اور اسکا آسان نہیں ہی۔ اور اگرچہ (انیوس) نے ٹھیک کہا ہے
 ع۔ پہچانے جاتے دوست میں شکوک امر میں۔

مگر عیہ دو حالتیں اکثر لوگوں پر الزام چھوڑی ہیں کا اور بودیہ میں کائنات کرچہ
 ہیں جو خوشحالی میں دوستوں کی تحقیر کرتے ہیں یا جو ادب خود حالی میں چھوڑ
 دیتے ہیں۔

پسچہ دونوں حالتوں میں اپنی تئیں دوستی میں متحمل ثابت قدم مستقل
 دکھایا تو ہمپر واجب ہے کہ اسکو ہم ان کی نادرتی سے گویا کہ دشمنوں
 سے شمار کریں۔

۱۵۔ بنیاد اصل استقلال و وفاداری کی جو دوستی میں ہمیں درکار ہے۔

ایمان ہے۔ اسواسطیکہ کوئی شے بے ایمان کے مستقل نہیں ہے اور
 سب سے سادہ مزاج انسان ایک رنگ کو جسکے مزاج میں تلون نہوا انتخاب کرنا
 مناسب ہے کہ یہ سب امور متعلق وفاداری کے ہیں۔ اسواسطیکہ
 نہ وہ طبیعت با ایمان ہو کتنی ہے جس میں بیچ اور کبی ہو اور نہ وہ شخص جسکے
 مزاج میں تلون ہو اور نظر ایک رنگ نہوا حقیقت میں ایماندار اور مستقر

مزاج ہو سکتا ہے۔ اور یہ اسکے ساتھ اضافہ کرنا چاہئے کہ وہ ایسا ہو
 کہ الزام دینا یا الزامات کا ذکر لے کر قبول نہ کرے اور اسی اچھا معلوم ہوتا ہو اسو اسطیکہ
 یہ بہ امور متعلق باستقلال میں جکا ذکر میں پہلے سے کر رہا ہوں۔ پس وہ
 ثابت ہوا جو پہلے ابتدا میں لکھا تھا کہ دوستی سوا ہی اسکے کہ اچھوں میں ہو نہیں
 ہو سکتی۔ اسن اسطیکہ کام اچھے آدمی کا جس کو دانا بھی کہنا جائز ہے خیال
 ان دو چیزوں کا دوستی میں رکھنا ہے۔ پہلے کہ کوئی چیز تباہی کی یا دھوکہ
 کی بنو نے پائے اسو اسطیکہ صاف صاف ملامت کرنا بھی عالی حمت کا کام
 ہے نہ کہ صورت تنگ کر۔ دل کی بات کو چھپانا۔ دوسرے کہ نہ صرف الزامات
 کو دفع کرے جو کوئی اور پیش کرے بلکہ اپنے تئیں بھی شکی نہ بنا دے کہ میری
 یہ تو ہم کیا کرے کہ دوست کسی مرتبہ کا مرتب ہوتا ہوگا۔

اور یہ بھی ضرور ہے کہ بھان کہہ شیرینی گفتار و اطوار کا اضافہ کیا
 جائے جو ہرگز چوٹا مصالح دوستی کا نہیں ہے۔ اگرچہ ترش روئی اور
 ہر بات میں درستی کرنا اسکی بھی توقیر ہوتی ہے مگر دوست کو چاہئے کہ
 زیادہ تر بے تکلف غلیق ازادانہ مزاج شیرین کلام پسند ملاپ
 پر مائل ہو۔

نہ صرف گھوڑے میں کہ جانور ہے بلکہ بے جان چیزوں میں بھی عادت
 و قد است کو بڑا دخل ہوتا ہے چونکہ ہم اُن مکانوں تک سے خوش ہوتے
 ہیں خواہ وہ پھاڑوں خواہ جنگل میں بھی ہوں جبکہ وہاں ہم ایک تک رہیں
 مگر نہایت بڑا امر دوستی میں یہ ہے کہ اعلیٰ ادنیٰ کے
 برابر ہو۔ اسواسطیکہ بے اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعضوں کو فوقیت
 حاصل ہوتی ہے جیسا کہ ہمارے خوں میں جو یوں کہوں (اسکین)
 کہتی مگر اوس نے اپنے تئیں نہ کہی (پیلوس) پر نہ کہی (رونیلیا)
 پر نہ کہی (مینیسوس) پر نہ کہی کسی ادنیٰ دوست پر مقدم رکھا۔ بلکہ
 اسکا بڑا بہائی (قنطوس) جو اگرچہ فی الجملہ ممتاز شخص تھا مگر اوس کے
 برابر ہرگز نہ تھا چونکہ میں اس سے زیادہ تھا تو اسلئے یہ اوسکا
 ادب مثل ایک نہایت بزرگ شخص کے کرتا تھا۔ اور یہ اپنی سب دوستوں
 لئے اپنی طرف سے بہتری چاہتا تھا۔

اسکے فعل کی سبکو تعمیل اور تاسیٰ کرنی چاہئے اسطرح کہ اگر انکو کوئی
 فوقیت مردانگی کی یا ذہانت کی یا طالع داری کی حاصل ہو تو فیض اوسکا
 اپنے لوگوں کو پہنچا دین اور جن سے جسکو نہایت قربت ہو اوسکو

۵۵ اپنا شیرک بنادین۔ اور اگر گھرمین غمیون کے چید اسہوی ہوں یا
 اقرباؤن کے ہمت یا دولت میں کم ہوں تو یہ اون کے سرمایہ کو
 بڑا دین اور اپنے تنکین باعث اونکی عزت و توقیر کا گرداؤن۔ جیسا
 کہ کھانیوں میں ہے کہ کسی زمانہ میں دو لڑکے جو بسبب مجہول ہونے
 اصل و نسب کے خدمت گاری کے چھدرہ پر بے جب پہنچانے گئے اور معلوم
 ہوا کہ یہ دیوتاؤن یا بادشاہوں کے بیٹے ہیں تو انہوں نے اون چرواہوں کا
 الفت باقی رکھی جنکو یہ کئی برس تک باپ سمجھتے آئے تھے۔ ایسا ہی
 سلوک کرنا یقینی اور حقیقی والدین سے تو البتہ اور بھی زیادہ لازم ہے
 اس واسطیکہ مختصات بڑا منہ و کاندات اور مردانگی اور کل فضائل کا
 تب حاصل ہوتا ہے جبکہ وہ ہر ایک قرابت دار تک بھی پہنچے۔
 اور طرح اون اعلیٰ لوگوں کو چاہئے جو پابند دوستی و یگانگی کے
 ہیں کہ اپنے تنکین ادنیٰ لوگوں کے برابر کوہن اسی طرح ادنیٰ
 لوگوں کو بھی چاہئے کہ اس کا رنج نہ کریں کہ اپنے دوستوں سے دوگنا
 یا طالع وری یا رتبہ میں زیر ہو گئے ہیں۔ اون میں سے اکثر لوگ
 یا تو ہمیشہ ایک نہ ایک امر کے شاکی رہتے ہیں یا کہ طعن و تشنیع ہی کرتے

میں زیادہ ترجیح دے اپنے کسی ایسے فعل کا صادر ہونا خیال کرتے ہیں جسکو یہ کہہ سکیں کہ انہوں نے کسی قدر محنت کر کے بہ نظر خدمت گذاری اور دوستی کے کیا نفرت انگیز فی الحقیقہ قسم آدمیوں کی ہے احسان کے طعنہ دینے والوں کی جو آدمیوں کو یاد رہنا چاہتے ہیں وہ انہ کہ اسکو جس نے کیا۔

۷۲ لہذا ان دوستوں کو جو عالمی رتبہ میں جسطرح انہ تین پست کرنا اسی طرح اپنے اولیٰ رتبہ دوستوں کو کسی قدر بلند کرنا دوستی میں لازم ہوتا ہے۔ اسواسطیکہ ایسی ہی لوگ ہوتے ہیں جو دوستی کو باعث اذیت کا کر دیتے ہیں چونکہ خود بخود اپنے ذلیل کئے جائیگا تو ہم کرتے ہیں۔ اور یہ اتفاق غالباً نہیں پڑتا مگر ان لوگوں کو جو اپنے تین قابل تخریل سمجھتے ہیں۔ پس اس تو ہم کو ان کو دلون سے نہ خالی نہ بانی کہہ کے بلکہ اسکو کر کے دفع کرنا چاہئے۔

۷۳ مگر عنایت اتنی ہر شمع پر چاہئے اور لاؤ جتنی لو کر کے نانیات جتنی وہ جسکہ کہ تو چاہتا ہے اور مدد کرتا ہے اور مٹھا سکے۔ اسواسطیکہ تیرے اسکا ہنر نہیں چاہئے کتا ہی تو عالمی رتبہ ہو کہ سب انہ دوستوں کو تو نہایت اعزاز و احترام برنایز کر دے۔ چنانچہ (اسکیپیون) روٹیلیوس (کوتو) حاکم نکسا گرا اپنے بھائی (لوکیوس) کو نہ سکا۔ بلکہ اگر ایسا ہی تو

ہو کہ جو چاہے تو دوسرے کو دیدے تب بھی دیکھنا چاہئے کہ وہ کس
 مرتبہ کا نخل کر سکے گا۔ اور دوست کو جب البتہ قابل تجویز کے ہونے
 میں جب سن شعور کا ہوا اور عقلیں کھلتے ہوں نہ کہ اگر ابتداء میں شوق شکار کا
 یا کوئی بازی کا ہوا تو ادھکو لازم ہے کہ اوہ نہیں لوگوں کو اپنا رفیق بنا دیں
 جسکے یہ اس شغل میں مصروف پاکے اس زمانہ میں چاہتے تھے۔ اس
 طرح نوبہ عوامی قدامت سب سے زیادہ صحرا بائی کہلائی ان اور بھرے
 اور بخوند طلب کرینگے۔ جن سے یہی اعراض نہیں بلکہ ایک طرز نہی سلوک
 کرنا چاہئے۔ مگر اور طرح سے دوستیان قائم نہیں رہ سکتی ہیں۔ اگر
 واسطے کہ مختلف اشغال مختلف اخلاق پیدا کرتے ہیں جسکا اختلاف دوستی
 کو بہرہم کر دیتا ہے۔ اور کوئی سبب نہیں ہے کہ اچھے برون کے اور
 برے اچھوں کے دوست نہیں ہو سکتے سوا اسی کے کہ اونکے درمیان
 جتنا اختلاف کہ اخلاق میں ممکن ہے اتنا سبب موجود ہے۔

۵۹۔ یہ بھی صحیح حکم در بارہ محبت و باجاسکتا ہے کہ کوئی بے سوق الفت
 حد تک اکثر سوا کرتا ہے دوستوں کے اسور اہم میں ملغ نہ ہونے پائے
 اور اسلئے کہ جو میں بھر کما انھوں کا ذکر کروں تو نہ (طریقہ) کو بھی۔

(بنو بلو لمیوس) فتح کر سکا ہوتا اگر (لیکویسین) کی بات جسے پاس
 اسنے ترمیت پائی نہی سننے پر راضی ہوتا کہ وہ اسکو سفر کرنے سے بکمال
 اشک فشانی منع کرتا تھا۔ اور لبیا اوقات ایسے بڑے بڑے اسوپیش
 آتے ہیں کہ دوستوں سے افتراق مناسب ہو جاتا ہے۔ اور ابھی اسور
 میں جو اسوجہ سے منع آوے کہ دوستوں کے فراق کا تحمل نہ سکودوست
 ہے تو ایسا شخص بودا ہے۔ اور نرم طبیعت کا ہے اور اسہی بہت ہے
 بلایق دوستی کے کم ہے۔ اور صر حالتین یہہ سوچا لازم ہے کہ کیا کچھ
 دوست مانگنا چاہئے اور کیا اد کا تجربہ سے مانگ لینا تجربہ روا کہنا چاہئے۔
 ایک آفت یہہ بھی ہوتی ہے کہ بعض اوقات دوستی کا ترک ضروری
 ہو جانا ہے اسواسطیکہ دانشمندان کے اخلاص سے تغیر ہمارے
 عوام کی دوستی میں آہری ہے۔ دوستوں کے عیوب جو چھپتے ہیں
 تو اکثر حطج دوستوں تک اسوہی طرح غیروں تک پہنچتے ہیں مگر انہی
 اون کے دوستوں پر عاید ہوتی ہے۔ پس ایسی دوستیوں کو رہ
 کم کرتے کرتے دھوڈا نا چاہئے اور جیسا کہ (کاطون) کہتے ہیں
 سنا ہے۔ اور دھیر نا چاہئے نہ کہ پھاڑ ڈالنا چاہئے مگر یہ کہ کلامی۔

ایسی شے ظلم سمجھنے کو ہو جو انتہائی نادر ہے اور فوراً یگانگی اور افتراق نہ کرنا
 نادرست و خلاف عزت و ناگھن ہو۔ ورنہ اگر اخلاق و اشغال میں تغیر واقع ہو جائیگا کہ اکثر
 واقع ہوا کرنا ہے یا اگر دولت جمہوریہ کے فرقوں میں اختلاف آپڑے
 اس واسطے کہ میں رسمی دوستی کا جیسا کہ ابھی سابق میں میں کہہ چکا ہوں
 ذکر کرنا ہوں تو خیال رکھنا ہو گا کہ مبادا نہ صرف دوستانہ جاوین بلکہ وہ
 شیطان شہیناں کہتے ہو ہی نہیں معلوم ہوں۔ اس واسطے کہ اس سے بدتر
 کوئی بات نہیں ہے لڑائی لگانا اس کے ساتھ جس کے ساتھ تو یار نہ ہے
 رہ چکا ہو۔ (اسکیپوٹ) نے جیسا کہ تم جانتے ہو میرے لئے
 (یو پیٹوس) کی دوستی سے اپنے تئیں جدا کیا اور بسبب اختلاف
 کے جو دربارہ دولت جمہوریہ ہوا تھا ہماری ہم عہدہ (سیٹلوٹوس) سے
 بیگانہ ہو گیا۔ دونوں کے ساتھ اسنے سختی اور متانت اور وفاداری
 نہ تہ مزاجی سے سلوک کیا۔

لہذا پہلے تو بدلہ نہ کرنا چاہئے کہ کی طرح افتراق دوستانہ میں
 ہونے پاویں اگر کوئی اس طرح واقع بھی ہو سیکو ہو تو ایسا معلوم
 ہونا چاہئے جیسے دوستی خود سے تمام ہو گئی نہ کہ کٹ گئی۔ اور

البتہ احتیاط کرنا چاہئے کہ کہیں دوستی تبدیل دشمنی نہ ہو جائے جس سے جھگڑے گالیوں فتنہ پیدائیں۔ مین - اور ان کا یہی عمل کرنا چاہئے جو نخل کے قابل ہوں مگر اس قدر باس پرانی دوستی کا کرنا چاہئے کہ خطا اوسکی ہو جس سے کہ نقدی کی نہ اوسکی جبکہ نقدی ہوئی - ان سب برائیوں اور تکلیفوں کا علاج کل میں ایک تو احتیاط ہے اور ایک پیش بینی تاکہ بہت جلد اور نالایقوں سے گردیدگی شروع نہ ہو۔

۴۱ اور سزاوار دوستی کے ایسے لوگ ہوتے ہیں جن میں خود وہ بات پائی جاتی ہو جس کے سبب سے وہ محبت کئے جاویں - مجھے شہناور ہے اور بے شک ہر عمدہ چیز نادر ہوتی ہے اور پانا ادا کا جو اپنی جنس میں ہر طرح کامل ہو اس سے زیادہ کوئی امر مشکل نہیں ہے بہت سے لوگ اس دنیا کی چیزوں میں سے کسی کو اچھی نہیں جانتے ہیں سوای اوس کے جو نہایت شہرہ دار اور ادیبین دوستوں کو مثل ہواشی کے سخاوت چاہتے ہیں جن سے امید رکھتے ہیں کہ سخاوت بڑا شہرہ اور مہادین گے۔

۴۲ پس اس نہایت عمدہ بڑی نظر دوستی سے محروم رہتے ہیں جو خود سے اس ہی کیلئے طلب کر لیکے لائق ہے - اور نہ اپنی ہی نظر

دکھائی دینا کہ کیسا اور کتنا زور دوستی کا ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ اپنے تئیں
بہر شخص چاہتا ہے نہ اس لئے کہ اجر اپنی چاہت کا اپنے سے کے بلکہ
اس سبب سے کہ خود اپنے کو عزیز ہے۔ اور بے ادب کے کہ یہی امر دوستی کی
نسبت بھاجا جو تیرا دوست کہی نہیں ملے گا۔ اس واسطے کہ دوست جیسے
دوسرا خود آپ ہے۔

۸ اور جبکہ یہ امر چرندون۔ اور پرندون۔ اور شنارون میں۔
کشکاری کے جانوروں میں۔ انسی میں۔ اور وحشی میں نظر آتا ہے
کہ پہلے خدا اپنے تئیں چاہتے ہیں اس لئے کہ یہ چاہت ہر جاندار کی ساتھ
ہی خلق ہوتی ہے اور پھر دوسرے کو اپنی ہی قسم کے جانوروں میں سے
دوست اور ملگرتا کہ اپنے تئیں ان سے مشغول رکھیں۔ اور ان
باتوں کو وہ خواہشمند ہیں اور ایک طرحی انسان کی سی محبت کرنے
میں تو کس قدر زیادہ انسان میں یہ امر فطری ہوگا جو اپنے تئیں چاہتا
ہی ہے اور دوسرے کو بھی تلاش کرتا ہے جس کی روح اپنی روح کیسا ہوتا
ملتا اور دوسرے کو با ایک نہادی۔

گر بہت لوگ الٹی سمجھ سے اگر میں نہ کہوں بے حیائی سے چاہتوں ہیں

کہ ایسا دوست ملے جیسو کہ وہ خود نہیں ہو سکتے ہیں اور خود جو سلوک دوستوں
 نہیں کرنے ہیں اوس کے طلبگار نہیں ہوتے ہیں۔ مگر پہلے خود نیک مرد ہونا
 سمجھو دوسرے کو مثل اپنے دیوٹڈ ٹائیگ ہے۔ ایسویں وہ استحکام دوستی
 کا جبکا ذکر ہم اوپر سے کرتے ہیں تو زمین قائم ہو سکے گا جبکہ آدمی مہربانی
 سے میل کر کے پہلے اون حصوں کو جنگی اور لوگ طبیعت کرنے ہیں غالب
 میں لائیں گے اور پھر عدل و انصاف سے خورجی حاصل کریں گے اور ایک دوسرے
 کے لئے ہر امر کو اختیار کریں گے اور نہ کہی سوا اوس کے کہ جو درست اور
 سزاوار ہے ایک دوسرے سے طلب کریں گے اور نہ صرف اپنے آپس میں نیاز
 بڑا یتنگے اور محبت کریں گے بلکہ احترام بھی کریں گے۔ اس واسطیکہ
 سخاوت بڑی آراش دوستی کی لڑی اوس نے جس نے احترام کو اس سے
 لے لیا۔

۴۴ پس لوگ سخاوت سخت غلطی پر ہیں جو سمجھتے ہیں کہ دوستی سے ہوا
 وہ ہو سکا اور گل نسق و فخور کا باب کھلتا ہے۔ دوستی فطرت سے نیکوئی
 محمد نہ کہ بدیوئی کی ساتھی عنایت ہوئی ہے۔ اس طرح کہ جب ایسا شخص نیکی
 کے اون درجات پر جو سخاوت حالی ہیں متقاعد نہ ہو سکے تو دوسرے

سے مل کے اور رفیق لے کر صعود کر جائے۔ جنگ و دیہان یہہ میل ہے
یا بتایا ہو یگا اونچی رفاقت کو نہایت اچھا اور مستہائے سعادت فطری
تصور کرنا چاہئے۔

۸۴ میں تو کہتا ہوں کہ یہی میل ہے کہ جہین کہ وہ ب چیزیں جنگ و آدمی
لابق طلب کے سمجھتے ہیں شامل ہیں۔ عزت۔ شان۔ اطمینان۔ ولی نصرت
ایسا کہ جب یہ چیزیں موجود ہوتی ہیں تو زندگی سبب ہوتی ہے اور
بے ان کے نہیں ہو سکتی۔ اور چونکہ یہ امر نہایت بڑا اور عمدہ ہے
پس اگر ہم اس کو حاصل کرنا چاہیں تو ہم کو لازم ہے کہ بذل جہد نیکی کے
حصول میں کریں کہ بدرون اس کے ہم نہ دوستی پر اور نہ کسی امیج
مطلب پر غایز ہو سکتے ہیں۔ اور جو اس نیکی کو چھوڑ کے سمجھتے ہیں کہ
دوست مل گئے تو تب آخر کو غلطی کا انہیں شعور ہوتا ہے جبکہ کوئی
بڑا واقعہ ان کے اڑانے پر اونکو مجبور کرتا ہے۔

۸۵ لہذا البتہ مکرر اس کو کہنا چاہئے کہ جب تو اس کو تجویز کر چکے تب
محبت کرنا چاہئے نہ کہ جب محبت کر لی تب تجویز کرتا۔ مگر سزا عقلت
کی حمان اور بہت امور میں دماغ زیادہ تر دوستوں کی تجویز کر لیا

در تہا حاصل کرنے میں ہکو ملتی ہے۔ کہ ہم اولیٰ بلجی راوٹن پر عمل کر دوں
اور جو کہ بچو وہی پھر کرتے ہیں حالانکہ اس سے ہکو پر آئی مثل منع کرتی ہو۔

اسٹری اسٹیکہ روزمرہ کے کاروبار میں باخدا تہمین بھی ادھر ادھر سے پسند
ہم ایک ذرہ کوئی امر خلاف طبع ظاہر ہونے پر دوستیوں کو معین اور
ترقی کرنے میں توطرہ دالتو ہیں۔

لحد اتنی بی خبری ایسا امر میں جو سخایت ضروری ہے اور بھی قابل
الزام ہوتی ہے۔ اسٹری اسٹیکہ فقط ایک دوستی امور پشیری میں ایسی
جسے مفید ہونیکے یک زبان سب قابل ہیں اگرچہ بعض لوگ خود نیکی کو پی
ذلیل سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں اسکو کہ ایک قسم کی خود فطرتی اور غایت
بہت آدمی دولت کی تحقیر کرتے ہیں جنگو چونکہ ہوتوے پر فائدہ میں مختصر عام
ولباس خوش آتا ہے۔ اور اقتدار جسکے اشتیاق میں بہتر سے جلا کر توہین
کیسا اکثر لوگ اسکی تحقیر کرتے ہیں کہ اس سے زیادہ کوئی چیز بیکار اور کوئی
چیز خفیف تر نہیں سمجھتے۔ اس ہی طرح اور چیزیں جو کہ اکثر لوگ ناخدا
سمجھتے ہیں مگر دربارہ دوستی ہر شخص ایک ہی راوی دیتا ہے۔ خواہ وہ

ہوں جنہوں نے اپنے تئیں امور جمہوریہ میں مصروف کر رکھا ہے خواہ وہ
ہوں جنکو دریافتِ حقائق اشیا اور علوم کا ذوق ہے خواہ وہ ہوں
جو بغیر اغتِ اپنی کاروبار میں مشغول رہتی ہیں۔ خواہ بالآخر وہ ہوں جنہوں
بالکل اپنے تئیں عیشِ عشرت میں ڈال دیا ہے۔ یہ سب ہی کہتے ہیں کہ
زندگی اگر زندگی سے کچھ بھی لطف زندگی مراد لین تو بے دوستی کو
ہیچ ہے۔

اسن اسلیک نہ معلوم کس طرح دوستی سب لوگوں کی معاشرت میں دخل
رکھتی ہے اور نہیں چوڑی کہ کوئی روشِ عیسائی کی اس سے خالی ہو
علاوہ برین اگرچہ کوئی خشک مزاج اور عجیب خلقت ہو کہ لوگوں کی ملاقات
سے بھاگے اور نفرت کرے جیسا کہ میں نے سنا ہے نہ معلوم
کون شخص (طیمون) نامی (اٹلیا) میں تھا۔ تاہم ایسا کوئی نہیں پایا
جاسکتا ہے جو خواہشمند اسکا ہنوکہ کوئی ایسا ملے جسکے اگر آپ خود دل کا بیڑا
اڑ گئے۔ اس کا جو خوب فیصلہ ہوتا جسکے ایسا اتفاق ہو سکتا کہ کوئی
دو تاجک اس آدمی کی حیثیت سے لکے کہیں اور تنہائی میں رکھتا
اور وہ ان سب چیز کی جسکو طبیعت چاہتی ہے افراط و کثرت حمایت

فراموشان کی طرف دیکھو گے اختیار کو بالکل سلب کر لیتا۔ تب کون ایسا ہو
گا آدمی ہوتا جسکو اس زندگی کی برداشت ہوتی اور کسکو نہ تنہائی کل
اسباب عیش و عشرت کے تنعم سے باز رکھتی۔

لھذا وہ بات سچ ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ میں نے بزرگوں سے اور
اونہوں نے اپنی بزرگوں سے سنا کہ اٹالینٹینوس از جیٹاسس لکھا
رہتا تھا۔ اگر کوئی آسمان پر چڑھ جاتا اور حقیقت دنیا کی اس طرف

ملاحظہ کرتا تو اسکو یہ نظارہ ناخوش معلوم ہوتا مگر نہایت خوش آئند ہوتا
اگر اس کے پاس کوئی ایسا شخص ہوتا جس سے یہ بیان کر سکتا پس وہ نہایت لو
تنہائی نہیں پسند آتی ہے اور کسی نہ کسی سہارا مثل ٹیکوں کے ڈھونڈ لیتی
ہے اور جو کسی نہایت پیارے شخص کی طرف توجہ نہایت عمدہ ہے۔

گر جبکہ یہی نظرت اپنے مطلوب و خواہش کو اتنی علامتوں سے بیان
کرتی ہے پھر معلوم ہم کیوں اس کے خلاف کرتے اور جو وہ نصحت الہی
ہے نہیں سنتے ہیں۔ بڑا دوستی کا خوف اور پیچیدہ سے اور ہر ایک
کے لیے بڑے بڑے اور طامی ہوئے اور کچھ کچھ ہوتے ہیں جسکو کسی پر جاننا
کبھی بھلا کر دیکھیں برداشت کر لیں انہی کا سہارا ہے۔ مگر ایک

لال کی صورت لینو شبہ اوسکو تو ہرگز دخل نہ دینا چاہئے تاکہ راستی دوستی میں اور وفاداری باقی رہے۔ اس واسطیکہ دوست کی بسا اوجھا نصیحت اور توبیخ ضرور ہوتی ہے اور ان باتوں کا دوستانہ طور سے قبول کرنا لازم ہے اگر نیک نیتی سے کی جاوین۔

مگر نہ معلوم کیونکر سمجھ ہے وہ جو میرے بڑی دوست نے نظم (اندریا) میں کہا۔

چاپلوسی دوستی پیدا کر دیتی ہو باعث نفرت مدام
البتہ سو ذی ہے راستی اگر اوس سے نفرت پیدا ہو جو دوستی کیلئے
زہر ہے مگر چاپلوسی اوس سے ہی زیادہ سو ذی ہے جو خطا کار یونین
بتلا چوکے دوست کو سر کے مچل کچا جانے دیتی ہے۔ مگر سب سے
بڑا مقصور اوسکا ہے جو سچ کو حقیر سمجھتا ہے اور چاپلوسی کے سبب سے
فریب کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ پس اس سبب بارے میں تو جہہ کہنا
اور قاعدہ باندھنا چاہئے کہ پہلے تو نصیحت درستی سے اور توبیخ
تفصیح سے خالی ہو۔ اور جو ہم (طریقہ سس) کے قول پر بھی
نچوشتی راضی ہو جاوین اور کہیں کہ البتہ چاپلوسی سے رفاقت حاصل

ہونی ہے تب یہی خوشامد جو خرابیوں کی معین ہے چاہئے کہ دور کیا وے
 کہ یہہ دوست کو کیا بلکہ مرد آزاد کو یہی سزاوار نہیں ہے۔ اس لئے کہ ظالم
 بادشاہ کے ساتھ اور طرح اور دوست کیساتھ اور طرح رہا جاتا ہے۔

مگر جبکہ کان راستی سے بند ہوں اور دوست سے سچ بات سن نہ سکے
 اس کی سلامتی سے مایوس ہونا چاہئے۔ اس واسطیکہ یہ بات (کاٹون)

کی مثل اس کے بہت باتوں کی محقق ہے کہ سخت دشمن لوگوں سے اجر پائی

سستی تر ہوئے ہیں بہ نسبت اون دوستوں کے جو دیکھتے ہیں شیریں

معلوم ہوں کہ وہ اکثر سچ بولتے ہیں اور یہہ کہی نہیں۔ اور یہہ یہہ ہے

کہ جو نصیحت کئے جاویں وہ اس کا برا مانیں جبکہ برا نہ ماننا چاہئے اور

اس کا برا نہ مانیں جبکہ برا ماننا چاہئے۔ اس واسطیکہ خود خطا کرتے ہیں

تو رنجیدہ بنیں ہوتے ہیں اور توجیح کیا جانا ناگوار ہوتا ہے حالانکہ برکت اس کے

لازم تھا۔ بدکاری سے افسردہ ہونا اور نصیحت سے خوش ہونا۔

جس طرح حق بھی دوستی کا نصیحت کرنا اور نصیحت کیا جانا ایک کاٹون

کہل کے مگر نہ درستی سے نصیحت کرنا اور دوسرے کا صبر سے نہ کہ

مخالفت سے سنا ہے۔ اسی طرح یہہ بات بھی سمجھنا چاہئے کہ کوئی آفت

دوستی میں چاہو کسی - لجاؤت - رضاگوئی - خوشامد - سے زیادہ بہنیں
 ہوتی - اس واسطے کہ چاہے کتنی ہی متعدد الفاظ سے تعبیر کیا جاوے
 یہ عیب پہناتا چاہئے کہ چھوڑے او کیونکہ اور جھوٹا لگا اور لفظوں کا
 ہے جو خوشی کے لئے سب باتیں کرتے ہیں مگر راستی کے لئے کچھ
 نہیں - مگر جہاں تصنع ہر چیز میں مذموم ہوتا ہے کیونکہ حکم راستی کو
 سلوب کر دیتا ہے اور اس کو مفلوث کر دیتا ہے وہاں دوستی کے
 تو یہ بھارت ہی خلافت ہے - اس واسطے کہ اس راست بازی کو ہمیشہ
 ملتا دیتا ہے جس کو بن نام دوستی کا ثابت نہیں رہ سکتا - اس واسطے کہ
 جب زور دوستی کا اس میں ہو کہ کئی دل سے گویا ایک دل ہو تو کھان سے
 یہ ممکن ہوگا اگر ایک آدمی میں ہی نہ ایک دل اور نہ وہ ہو جو ہمیشہ
 ایک ان رہے بلکہ مختلف اور متغیر اور پیچیدہ ہو - اس واسطے کہ
 چیز ایسی مٹتی ہوئی اور شیکتی ہوئی ناممکن ہے جیسو دل اس کا جو
 دوسرے کی نہ صرف راج اور خواہش پر بلکہ تیور اور اشارہ پر
 بدلتا رہے -

بہنیں کسی نہیں کہوں جو ان کو تو ان کے پیچھے تادمہ سارے دیکھ کر ہوں

جیسا کہ وہی (طلمیوس) کہتا ہے بیس میں (گناٹون) ایکے۔ اور
اس قسم کے دوست رکھنا دلیل خفتِ عقل ہے۔
مگر جب بہت لوگ مثل (گناٹون) کے ہو جائیں جو مرتبہ اور درجہ
اور نام میں بہتر ہیں تو ان کا رخصا جوئی کرنا مضر ہوتا ہے چونکہ یہودگی
میں اقتدار سے اضافہ ہو جاتا ہے۔

اور جب طبع سب کھوٹی اور بناوٹ کی چیزوں کا کھری اور سچی چیزوں سے
اوسہی طرح خوشامدی دوست کا سچے سے امتیاز کرنا اور جدا کرنا غور
کر کے ممکن ہے۔ انجمن عام جو غفایت نا آزمودہ کاروں سے منعقد ہوئی
ہے اوسہی ہی معلوم ہو جایا کرتا ہے کہ کیا فرق درمیان مقبول عوام
لیئے خوشامدی اور چھوڑے باشندہ کے اور درمیان جیل قائم
مزاج متین کے ہے۔ کیا کیا خوشامدون سے ابھی اون دنوں (پاپیروں)
انجمن عام کے قانون میں راہ پیدا کرنا تھا جبکہ اوس نئے عوام کے سرخیوں
کے چھر مقرر ہونیکا قانون پیش کیا تھا۔ ہم نے اوسکو باطل کیا۔

یہ کیفیت میں خود اپنے کچھ نہیں مگر (اسکیمپوں) کی خوشی خوشی بیان
کروں گا کہ صدر اللہ اکبر شانت اوسہی ہی اور کس قدر اوسکی تقریر میں

جلال تھا ایسا کہ تو اسکو پیشوا (رومانیون) کا نہ کہ شہرک اونین کا
 بستیہ کہتا اور تم خود حاضر تھے اور وہ تقریر موجود ہے۔ پس اس پر
 وہ قانون مفید عوام عام لوگوں کے قولوں سے رد ہو گیا اور جو
 میں اپنا حال بیان کروں تو تمکو یاد ہو گا کہ (قنطوس) بڑی بھائی
 (اسکینیون) کے اور (مانکینوس) کے ایام حکومت میں قانون
 (کراسیوس) جو پوجاریوں کی جماعت کے بارے میں تھا وہ کیا پسند عوام
 معلوم ہوتا تھا۔ اس اسٹیکہ تقریر چاتیوں کا عوام کے اختیار میں تھا
 اور یہ پھلا شخص محتاجیے بازار کی طرف رخ کر کے عوام کیساتھ گفتگو کرنے
 کا دستور باندھا۔ بالکل اسکی ولادیر تقریر کو دیوتاؤں کے دینے ہمارے
 بحث کرنے سے سروسٹ دفع کیا۔ اور یہ امر میری ایام صدارت
 میں پانچ برس قبل میرے حاکم اعلیٰ مقرر ہوئے تھے واقع ہوا۔ ایسا کہ
 اس مقدمہ میں حقیقت امر کا بیان کرنا کہ حکومت جتنا باعث کامیابی کا
 ہوا۔

اور جبکہ سوانگ لینے انجن عامر میں چھا باوصف اسکے کہ زیادہ تر
 مقام نباوٹ اور دیہو کے کی چیزوں کا ہے سچ غالب آتا ہے

اگر ذرہ انگشت اور توفیق کیجاوی تو پہر کیا کچھ نہ دوستی میں چاہے جبکی
 کہ ساری قدرت راستی سے ہی اور جہ میں کہ بے دوسرے کا دل کھلا ہوا
 دیکھے اور اپنا دکھانے جیسا کہ کھتے ہیں کسی چیز کو تو ثابت اور کسی چیز
 کو تو متحقق پائیگا۔ نہ محبت کرنا ہی نہ کیا جانا ہے جب بھی نہ جھگڑا معلوم
 ہو کہ کبھی پیچیدگی سے کچھ کجیاتی ہے۔ اگرچہ ہم خوشامد اور رضا جوئی کیسی
 ہی سفر کیوں نہ ہوئے تاہم کسی کو نہیں پہنچا سکتی ہے سوای اوسکے کہ چہ
 اسکو ماننے اور اس سے خوش ہو۔ لہذا ایسا ہوتا ہے کہ وہی خوشامد
 کی بات نہایت کان کھول کے سنتا ہے جو اپنی خود رضا جوئی کرتا ہے اور
 مخایت خود پسند ہوتا ہے۔

۹۸ بالکل نیکی اپنے دشمن دوست رکھتی ہے کیونکہ وہ اپنی تین خوب جانتی ہے
 اور کسی محبوب سے بچتی ہے۔ مگر اب میں نیکی کا حال نہیں بلکہ ادعای نیکی
 کا بیان کرنا ہوں۔ اس اسطیکہ کہ تین شخص خود نیکی میں مصروف ہونا نہیں
 چاہتے بن جتنی شخص نیکی میں مشغول ہونا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں کو
 خوشامد پسند آتی ہے اور جب انکی آگے تصنع آمیز اذکار موافق انکی مرضی
 کے کئے جاتے ہیں تو وہ اس تقریر پر یعنی کو اپنے محامد کا شاہد سمجھتے ہیں۔

اپس بھی دوستی نہیں جبکہ ایک شخص توسیع ستا ہی نہیں چاہتا اور دوسرا جھوٹہ
 بیوہ لئے پر تلا ہوا ہے۔ اور مداحوں کی خوشامد مشنوں میں بھی ہلکے لطیف نہ
 معلوم ہوتی اگر خود سراپا ہی نہوتے۔

بہت شکر (نایس) میرا کر گیا

کافی تھا جواب میں کہنا بہت گروہ بے انتہا کہتی ہے ہمیشہ خوشامدی اوس
 شخص کے جبکی کہ رضا جوئی کرتا ہے اوس چیز کو بڑھاتا ہے جبکی زیادتی
 وہ خود جاننا ہو۔ لہذا اگرچہ یہ پہل خوشامد بات اور نہیں لوگوں پر موثر
 ہوتی ہے جو خود اسکو اپنی طرف گردیدہ کرتے اور بلا تفریق۔ تاہم
 جو لوگ قائم مزاج سنجیدہ ترین اور کھلی نصیحت کیجانی چاہئے کہ خیال رکھیں
 کہ کہیں عیارانہ خوشامد میں گرفتار نہ ہو جا دیں۔ اس سلیکے کہلی ہوئے
 خوشامد کرنوالے سے کوئی ایسا نہیں جو احتراؤ نہ کرتا ہو سوا می اوکے
 کہ جو اوسہی قدر کا بے عقل ہے۔ مگر چہ ہوئے سبب نے خوشامدی
 کا دخل نہیں بنو جانیکے لئے بغور و فکر احتیاط کرنی چاہئے۔ اس سلیکے
 وہ شخص بہت جلد نہیں پہچان جاتا ہے جو ایسا ہو کہ مخالفت سے ہی اکثر
 مخالفت چاہئے اور مباحثہ اور مجادلہ کا بھانہ کر کے خوشامد کرے اور

آخر کو سپر چوڑے اور اپنے تئیں مغلوب ہونے دے تاکہ وہ جسکو اسنو دیکھا
 دیا ہے اپنی نزدیک زیادہ درمیں اور عقلمند معلوم ہوے۔ مگر دیکھا کہ کمالی
 سے بدتر کون چیز ہے؟ اور تاکہ ایسا واقع نہ ہو کہ بہت احتیاط کرنی چاہی
 جیسا کہ (ایکلیروس) میں ہے۔

آج پہلا کرتوجہ سہی اپنے خوب اثر کے سبب امن کینڈر میں ہوئے
 اس واسطیکہ فزون تک میں بھی چھخصایت بے وقوفی کا پیس احق اور
 حقیف العقل ٹہر ہو گا ہے۔ مگر نہ معلوم کس طرح میری تقریر دوستی سے
 کامل آدمیوں یعنی دانا دہکی [مراد میری دانائی سے وہ ہے جو آدمی
 کے غضب میں چوکتی معلوم ہوتی ہے] ہلکی دہستیوں کی طرف مہمانی -
 لہذا چاہئے کہ ہم چھ اگلے ذکر کی طرف رجوع کریں اور اسے بھی کہیں کہیں
 نیکی نیکی میں کہنا ہوں اسے (فیلمنوس) اور توای (سوکوس) کہ دوستی
 کو انکھتہ بھی کرنی ہے اور ثابت بھی رکھتے ہے۔ اس واسطیکہ اس ہی سے
 امور کی سازگاری ہوتی ہے اور اس ہی پابنداری اور اس ہی سے بنا
 کہ جب اس نے اپنی تئیں ادبجارا اور اپنے نوز کو دکھایا اور دوسرے میں
 اس نے اس کے لیا اور دین بودنوں کی محبت اور حیثیت بڑھائی اس واسطیکہ

دوسرا ہی دیکھا اور پتہ لگا دیا کہ یہ تین آدمیوں سے تھا

ایسے دو وزن لفظیں جن سے ماخوذ ہیں گرج کچہ اور نہیں ہے سوا می چاہن
 کے جسکو محبوب رکھنا ہو بلا کسی ضرورت کے اور بے خواہش کسی مطلب کے
 اگرچہ یہ خود محبت سے لکل آویگا چاہے تو اسکی کم ہی پیروی کرے
 اسہی محبت سے ہم کم سن کم سن ان بڑھوں بڑھوں کو (لوکیوس پولوس)
 اور (اکوس کاطون) اور (کیوس گلو س) اور (پیلیوس ناسیکا) اور
 (طیلیوس گروس) ہمارے (کاطون) کھلسری کو چاہتے تھے۔ اور
 زیادہ تر یہی مہنوں میں پیدا ہوتی ہے جیسا کہ مجھ میں اور (اسکیون)
 اور (لوکیوس فور یوس) اور (پیلیوس روطیلیوس) اور (اسپو
 ریوس) (مہیوس) میں۔ گراپی باری کو یہم بد ہے اعتماد جو انون کی
 الفت پر جسے تمہاری اور (قنطوس طوبرون) کی رکھتے ہیں۔ اور البتہ
 جو خصوصیت مجھ کو نوجوان (پیلیوس روطیلیوس) اور (اولیوس
 ویرگینیوس) سے ہے میں ادنیٰ سے بھی بہت مسرور ہوتا ہوں۔ اور
 چونکہ ضابطہ ہماری زندگی گانی اور فطرت کا اسطرح قرار پایا کہ ایک طبقہ دوسرے
 طبقہ سے نکلے لہذا انبابت پسند یہ یہ ہوگا کہ جن مہنوں کیساتھ نوجوان لگا
 رہنا پسند ہے جو نوجوان ہے اور نہیں کیساتھ تو جھڑے تک جیسا کہ تیر

ہو چکے ۔

مگر چونکہ امور انسانی نازک اور زوال پذیر ہوتے ہیں ہمیشہ کہہ لوگوں کی جستجو چاہئے
جنگو ہم چاہیں اور جو ہنگو چاہیں ۔ اس واسطیکہ زندگانی سے اگر چاہت اور
الفت بر طرف ہو جائے تو کل خورسندی بھی بر طرف ہو جاتی ہے ۔ (اسکیون)
اگرچہ مجھ سے دفعہ پہلے گر جیتا ہے اور ہمیشہ حنیار بیگا اسواسطیکہ اس
مرد نیک کی نیکی مجھ کو پیاری تھی جو معذورم نہیں ہوئے اور جو نہ صرف
میتری انہوں کے سامنی پھرتی ہے کہ ہمیشہ اس تک میرا دست رس
رہا تھا بلکہ اعقاب میں بھی شہور و معروف ہے گی ۔ اور کوئی کہی نہیں ۔
میر دلی اور بہت درمی سے اسور عظیمہ کا غم کر لگا جو اسکی یادگاری
اور تصور کو پیش تھا دینی خاطر کانہ سمجھے ۔

بے شک تمام چیزیں جو سخت فطرت نے مجھے عنایت کیں اور میں ہو کوئی
ایسی چیز نہیں پائی جاکیں (اسکیون) کی دوستی کے ساتھ مقابلہ
کر سکوں ۔ اس بھی مجھے اتفاق راہی امور جمہوریہ میں تھا اور اسھی
جھگو شورہ اسور ذاتی میں رہا اسھی باعث نجات بھی مجھ کو حاصل
تھی ۔ زمین نے اسکو کہی جہاں تک مجھے علم ہے کسی ادنی امر میں بھی

آزرده کیا اور نہ میں نے اس سے کوئی بات ایسی سنی جو مجھے ناگوار
 ہوئی۔ ایک گھر تھا۔ ایک غذا تھی۔ اور وہ بھی ساتھ ہوتی تھی۔
 نہ صرف ہم شکر کشی میں رفیق ہوئے بلکہ قصبہ کی سیر میں اور ملکوں
 کی جستجاء میں بھی ہم دونوں شریک رہے تھے۔ بالکل بیان اول اشغال کا
 کیا کروں کہ ہم دونوں عوام کی نظروں سے الگ تھیں کچھ سیکھنے یا اور کسی
 امر کے دریافت کرنے میں اپنا سارا فہمیت کا زمانہ صرف کرتے تھے
 ان امور کی یاد آوری اور یادگاری اگر اُس صبح کے ہمراہ فنا ہو جاتی
 تو اس اپنی پیارے اور رخصت ملنا دوست کے فراق کا مین بطن
 مستحکم نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ امور محدود نہیں ہوئے۔ بلکہ فکر اور
 یاد آوری سے بڑھتے جاتے ہیں۔ اور اگر یہ بھی مجھ سے بالکل
 جدا ہو جاتا تو یہ میرا بہن باعث میری بڑی تکلیف کا ہوتا کہ دیر تک
 اس راق میں میں مبتلا نہیں رہ سکتا ہوں۔ اور تھوڑی دیر کی سب
 مصیبتیں چاہی بڑی بھی ہوں قابل تحمل کے ہوتی ہیں۔ مجھ جو میں در بارہ
 دوستی کہا جا رہا تھا بیان کیا مگر تھوڑی نصیحت کرتا ہوں کہ نیکی کے پن سہی کا
 ہونا ممکن نہیں ہے اس کا ایسا رشتہ قرار دے کہ جو اس کی اور کوئی چیز نہ رہی ہو